ہفت روزہ
ترجمان اسلام

نگران اعلیٰ
مفتی محمودؒ

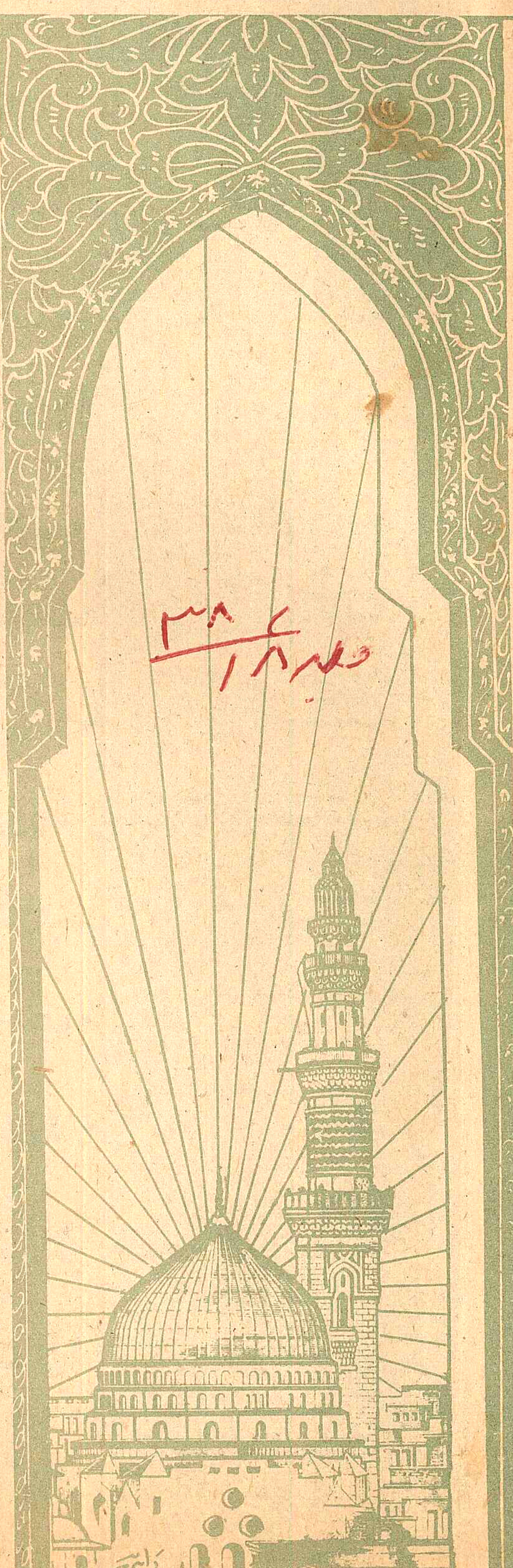

باسمہٖ تعالیٰ

میں

جمعیۃ علماء اسلام کے تمام
وابستگان و رفقاء کو ہدایت کرتا ہوں کہ
وہ ہر حال میں خدمت اسلام کو اپنا شعار بنائیں
اور اپنے نامور اسلافؒ کی تاریخ ساز قربانیوں
کو اپنے عمل سے زندہ کریں۔
اس دور پرفتن میں اسلافؒ کی راہ پر
قائم رہنا سب سے بڑی
نیکی ہے۔

محمد عبداللہ درخواستی
امیر جمعیۃ
علماء اسلام
پاکستان

نعت

احسان دانش

بحضورِ ختمی مرتبت

رُوحِ گُل آپ سے ہے رنگِ چمن آپ سے ہے — شاہِ بطحا یہ عناصر کا چلن آپ سے ہے

میں مدینہ پہ فدا روضۂ اطہر پہ نثار — رشکِ خلد آپ کا محبوبِ وطن آپ سے ہے

آپ کی نعت سے جل اٹھتے ہیں سینہ میں چراغ — میری تحریر، مرا حُسنِ سُخن آپ سے ہے

آپ سے بھیک میں پاتی ہے گلوں نے خوشبو — قریۂ خاک میں تنظیمِ چمن آپ سے ہے

خاک کو آپ کے قدموں سے ملی ہے توقیر — حُبِّ دیں، حُبِّ خدا، حُبِّ وطن آپ سے ہے

آپ کے نطق کا صدقہ ہے مرا ذوقِ لطیف — میری تخیل مرے شعر کا فن آپ سے ہے

صفت میں نام بڑا ہوتا ہے دیوانوں کا — روبہ منزل تو زمانے کا چلن آپ سے ہے

آپ کے فیض سے کھلتے ہیں عناصر کے خواص — رنگ سبزے پہ ہے پھُولوں پہ پھبن آپ سے ہے

اپنی لکنت سے میں ہر چند ہُوں معذورِ کلام — میری شہرت، مری توقیرِ سخن آپ سے ہے

آپ کا سایۂ داماں ہے پناہِ دارین — ہم غریبوں کا بھرم شاہِ زمن آپ سے ہے

موت کو آپ نے بخشی ہے حیاتِ جاوید — چادرِ نور شہیدوں کا کفن آپ سے ہے

در پہ غیروں کے جھکا ہے نہ جھکے گا دانش
میری سرکار، مرا رُوئے سخن آپ سے ہے

اداریہ

اکرام القادری

جواہر پارے

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ١٨ شمارہ نمبر ٣٨

جمعۃ المبارک ٢٦ ستمبر ١٩٧٥ء، ١٩ رمضان المبارک

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سیّد مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ــــــ ٣٨ روپے
ششماہی ــــــ ١٩ روپے
سہ ماہی ــــــ ٩/٥٠ روپے
فی پرچہ: ٧٥ پیسے

آج کل مذہبی امور کے وفاقی وزیر جناب کوثر نیازی پنجاب کے طوفانی ولاثانی دورے پر نکلے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے موصوف سندھ، بلوچستان اور سرحد کے عوام کو اپنی "فقید المثال" خطابت کے جواہر پاروں اور گنج ہائے گراں مایہ سے متمتع فرما چکے ہیں۔

لاہور اور ملتان کی تقریروں میں آں محترم نے جو کچھ "ارشاد فرمایا" ہے وہ اخبارات کی وساطت سے عوام کے سامنے آچکا ہے۔ ان تقریروں سے جہاں پیپلز پارٹی کی اندرونی رقابتوں، گروہ بندیوں، مفاد پرستیوں اور جاہ طلبیوں کی واضح تصدیق ہو رہی ہے۔ وہاں نوکر شاہی اور آمریت کے کل پرزوں کا مزاج بھی سامنے آرہا ہے۔

کوثر نیازی حنیف رامے کے لتے لیں۔ حنیف رامے صاحب کوثر نیازی کی عبا پر ہاتھ ڈالیں ہمیں کوئی غرض نہیں ۔ وہ ان پر سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا ایجنٹ ہونے کی پھبتی کسیں وہ انہیں عوام دشمن اور انقلاب دشمن گردانیں یہ ان کی اپنی بات ہے۔ یہ کوئی نیا قصہ نہیں کہ اس پر قلم کو جنبش دی جائے۔ اس سے پہلے رامے صاحب اور کھر صاحب بھی ناٹک رچاتے رہے، خورشید حسن میر بنے، اے، رحیم کا قصہ بھی ابھی تک عوام کے ذہنوں سے نہیں اترا۔ مختار رانا۔ معراج محمد خاں، جناب احمد رضا قصوری، اور محمود علی قصوری کی داستان بھی سامنے کی چیز ہے۔

ہمارے نزدیک پیپلز پارٹی میں اس نوع کے اختلافات اور جتھے بندیاں انوکھی، انہونی اور تعجب خیز چیز نہیں۔ ہم پیپلز پارٹی کو پارٹی کم اور اقتدار پرستوں کا گروہ زیادہ سمجھتے ہیں۔ آج پیپلز پارٹی اقتدار سے الگ ہو جائے تو آج ہی یہ سب "مخلص" جانثار" اور فدا۔ کار" چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آئیں گے۔ یہ جو کچھ گہما گہمی اور گھن گرج نظر آرہی ہے یہ سب کچھ اقتدار کی چھتری کے سایے تلے سستانے والوں کی بھیڑ ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔

کوثر نیازی صاحب محاذ کی جماعتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے گل افشانی گفتار کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ "متحدہ محاذ" کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ ہزاروی گروپ کی علیحدگی کے بعد مولانا مفتی محمود کی جمعیۃ علماء اسلام کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ جماعت اسلامی کے مولانا مودودی سیاست سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ انہیں لوگ چند کتابوں کے حوالے سے جانتے ہیں۔ لیکن ان کے جانشینوں کو ہم کسی حوالے سے بھی نہیں جانتے، وغیرہ وغیرہ شاہ احمد نورانی اور مولانا مفتی محمود میں چپقلش کی وجہ سے محاذ بالکل ختم ہو چکا ہے"

جہاں تک جماعت اسلامی اور دیگر جماعتوں سے متعلق جناب کوثر نیازی صاحب کے ریمارکس کا تعلق ہے تو اس کا جواب ان جماعتوں کے ذمہ دار افراد کی ذمہ داری ہے۔

ہم جمعیۃ علماء اسلام سے متعلق عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جمعیۃ وقتی اور جھوٹے نعروں یا وعدوں کی پیداوار نہیں، اور نہ ہی اقتدار کی ناپائیدار بیساکھیوں پر اس کا وجود قائم ہے۔ اس عظیم جماعت کا تعلق ایک صوبہ سے بھی نہیں بلکہ اس کی تنظیم اور پھیلاؤ کا جال پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا جہاں جمعیۃ کے کارکن اور پرستار موجود نہ ہوں۔

پرنٹر ... پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

اس جماعت کے اکابر نے جنگِ آزادی میں فقید المثال اور عدیم النظیر قربانیاں دے کر تاریخ سازی کا انمٹ کردار ادا کیا ہے۔ اس جماعت کا شاندار ماضی اور روشن مستقبل ہے۔ اس کے قائدین نے ہر دور میں آمریت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی ہے۔ اور آج بھی آمریت کے بنیانِ مشیّد میں براجمان کاسہ لیسوں کی ڈار اس کے قائد مولانا مفتی محمود سے لرزاں و ترساں ہیں۔

محترم کوثر نیازی صاحب اگر اغماض مجرمانہ سے کام نہ لیں تو وہ جانتے ہیں کہ یہ اس جماعت کے قائد کا کارنامہ ہے جس نے اصولوں کی خاطر عوام کی خاطر، جمہوریت کی خاطر بلکہ اسلام کی بالادستی کی خاطر اقتدار کی کرسی کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا تھا۔

چند افراد کے جماعت سے خارج کر دیئے جانے کا مطلب اگر کوثر نیازی کی لغت میں جماعت ختم ہونا ہے تو کیا وہ بتائیں گے۔ کہ آپ کی "سخت جان" پیپلز پارٹی کتنی بار ختم ہوئی ہے۔ جمعیت علماء اسلام کا وجود شخصیات کا رہینِ منت نہیں ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام ایک پروگرام ایک نظام اور ایک لائحہ عمل کا نام ہے۔ جس پر شخصیات کا ایاب و ذہاب اثر انداز نہیں ہوتا۔

جمعیۃ علماء اسلام آج پہلے سے زیادہ منظم پہلے سے زیادہ متحد اور پہلے سے زیادہ بلند قامت ہے اس کے کارکن قریہ قریہ اور بستی بستی پہنچ کر خدائے قدوس کے برحق اور آخری پیغام کو خدا کی زمین پر نافذ و جاری کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ جب کہ پیپلز پارٹی کے مدمست وزراؤں سے لے کر ڈپوؤں تک دست بگریباں اور جوتم پیزار ہیں۔

رہی متحدہ محاذ کا شیرازہ بکھرنے کی بات تو اگر محاذ سے کسی جماعت کے چلے جانے یا اختلاف کی وجہ سے محاذ کا شیرازہ جناب نیازی کو بکھرتا ہوا نظر آ رہا ہے تو آپ کی اس چیتاں کو کس "چیز" کا شیرازہ بکھرنے سے تعبیر کریں گے جو راجے صاحب کے حق میں مسلسل (پیہم) جناب مسٹر کھر کے طوفانی دورے میں سامنے آ رہی ہے۔

پیپلز پارٹی کے اندرونی اختلافات اور سازشوں کی ہنڈیا آئے دن چوراہے میں پھوٹتی رہتی ہے۔ اور شیرازہ محاذ کا بکھر رہا ہے

بر ہمہ ذوقِ آگہی ہائے رے پستی بشر
سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ

گزشتہ دنوں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری صدر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت عمرہ کی غرض سے بیت اللہ جا رہے تھے۔ کہ عوامی اہلکاروں نے انہیں روک لیا۔ آپ احرام باندھ کر جہاز میں سوار ہو چکے تھے کہ نوکر شاہی کے کل پرزوں پر مولانا کا بیت اللہ شریف کو جانا خطرے سے خالی نظر نہ آیا۔

ہمارے نزدیک حکومت کا یہ فعل انتہائی شرمناک اور مجرمانہ ہے۔ مولانا بنوری مدظلہ کے مشاغل زیادہ تر علمی اور دینی ہیں۔ عملی سیاسیات میں حضرت مولانا کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان کے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ وہ سیاسیات کے عملی تقاضوں کو پورا کریں۔

لیکن اس کے باوجود حکومت خوفزدہ ہے کہ کہیں مولانا کے کسی عمل سے آمریت کے قلعہ میں شگاف نہ پڑ جائے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ حکومت آخر کیوں اس قسم کی حرکتوں سے اپنی "نیک نامی" میں اضافہ کرنا چاہتی ہے۔

"اداکار" پر پابندی

گزشتہ دنوں عوامی حکومت نے اپنے ایک فرمان کے ذریعہ ایک سال کے لئے ہفتہ وار "اداکار" لاہور کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی ہے۔ حکومت نہیں چاہتی کہ کوئی اخبار یا رسالہ حکومت کی تعریف و توصیف کے سوا کچھ لکھے۔ اس سلسلے میں اگر پابند ہیں۔ تو ٹرسٹی اخبارات کے ہیں۔ یا حکومت کے گئے بندھوں کے، جن کے پیٹ کو ایندھن ہی آمریت کی جھوٹی مدح سے فراہم ہوتا ہے۔

حکومت کا یہ اقدام آئین میں دی گئی آزادیٔ تحریر و تقریر کے سراسر منافی ہے ایک طرف جمہوریت کا راگ الاپا جاتا ہے دوسری طرف آزادی تحریر و تقریر پر پہرے بٹھائے جاتے ہیں۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ "اداکار" پر سے فوراً اس ناروا پابندی کو اٹھائے۔

آج "ایمانداری" کہاں؟
لیکن ٹھہریئے
ایسی مایوسی بھی کیوں؟
ریواڑی سویٹ مارٹ پر جب بھی تشریف لائیے۔ آپ کو شرطیہ خالص ونسپتی گھی سے تیار کردہ تازہ مٹھائیاں میسر آئیں گی۔
ملتان کی قدامت
اور ریواڑی ——— کی صداقت
ایک حقیقت کے دو نام
——— ریواڑی کی مٹھائی
سب کو بھائی ———
ریواڑی سویٹ مارٹ حسین آگاہی ملتان

خالص دیسی ادویات کا مرکز
ابراہیم دواخانہ
بازار کھیتانوالہ جھنگ صدر
خالص مشروبات، مربیات، ترپہ جات معجونات بازار سے بارعایت خرید فرمائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل نہ ہو گی۔

(ادارہ)

مرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش پر مکمل پابندی

سوویت یونین نے تجویز پیش کی ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش پر ساری دنیا میں مکمل پابندی عائد کرنے کا ایک بین الاقوامی معاہدہ کیا جائے اور یہ کہ اس مسئلے پر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ۳۰ ویں اجلاس میں غور و خوض کیا جائے جو اسی ماہ کی ۱۶ تاریخ سے شروع ہونے والا ہے۔

سوویت وزیر خارجہ، اندرے گرومیکو نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کرٹ والڈ ہیم کے نام ایک مراسلے میں لکھا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش کو ممنوع قرار دینے سے متعلق کیے جانے والے معاہدے کے نتیجے میں ہتھیاروں کی دوڑ کی روک تھام کرنے میں بے حد مدد ملے گی اور اس طرح کشیدگی میں کمی اور امن اور بین الاقوامی سلامتی کے استحکام کے سلسلۂ عمل کو فروغ دینے اور گہرا کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

سوویت وزیر خارجہ نے اپنے مراسلے میں آگے چل کر لکھا ہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا ۳۰ واں اجلاس ایک ایسے وقت شروع ہو رہا ہے جبکہ بین الاقوامی صورتِ حال میں اہم مثبت تبدیلیاں آ چکی ہیں اور کشیدگی میں کمی کے سلسلۂ عمل کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ اب بین الاقوامی زندگی میں جس مسئلے کو فرمانِ امروز کی حیثیت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ سیاسی کشیدگی میں کمی کے ساتھ ہی ساتھ فوجی میدان میں بھی ایسے ہی اقدامات کیے جائیں تاکہ ہتھیاروں کی دوڑ کا سلسلہ ختم ہو، ہتھیاروں کی تیاری میں کمی آئے اور آخر کار عمومی اور حتمی تخفیف اسلحہ کا سلسلہ شروع ہو۔

آندرے گرومیکو نے اپنے مراسلے میں لکھا ہے کہ ہتھیاروں کی دوڑ کو ختم کرنے کے سلسلے میں خصوصاً حالیہ سالوں میں کیے گئے اقدامات کے باوجود اس کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکا ہے۔ بھاری فوجی اخراجات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ہتھیاروں کی تیاری اور ذخیرہ اندوزی جاری ہے۔ یہ صورتِ حال اقوام متحدہ کی رکن ریاستوں اور تمام قوموں کے لیے تشویش اور ان میں خطرے کا احساس پیدا کرنے کا باعث ہے۔

سوویت وزیر خارجہ نے اپنے مراسلے میں لکھا ہے کہ ایٹمی جنگ کے خطرے کو ٹالنے اور ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کو ختم کرنے کی ضرورت کے پیش نظر ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش پر پابندی عائد کرنے کا مسئلہ بیحد اہمیت رکھتا ہے۔

۱۹۶۳ء میں سوویت یونین امریکہ اور برطانیہ نے ماسکو میں جس معاہدے پر دستخط کیے تھے اس کے تحت ایٹمی ہتھیاروں کی فضا، بیرونی خلا اور زیر آب آزمائش کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ اس معاہدے کی رو سے ایٹمی ہتھیاروں کی زیر زمین آزمائش پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

ایٹمی ہتھیاروں کی زیر زمین آزمائش کو محدود کرنے کے سلسلے میں ۳ جولائی ۱۹۷۴ء کو سوویت یونین اور امریکہ کے مابین جو معاہدہ ہوا تھا وہ ہتھیاروں کی آزمائش پر مکمل پابندی عائد کرنے کے سلسلے میں کیا جانے والا ایک اہم اقدام تھا اس معاہدے کے نتیجے میں اس مسئلے کے آخری حل کی جانب آگے بڑھنے کے نئے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔

آندرے گرومیکو نے اپنے مراسلے میں لکھا ہے کہ سوویت یونین اس بات کو بے حد اہم خیال کرتا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش پر ساری دنیا میں مکمل پابندی عائد کرنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر اقدامات کیے جائیں اس مقصد کے پیش نظر ایک ایسے معاہدے کا مسودہ ترتیب دینا اور اس پر دستخط کرنا بے حد ضروری ہوگا جس کے تحت کسی بھی ریاست کے لیے فضا، خلا، زیر آب یا زیر زمین کہیں بھی ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش کرنا ممکن نہ رہے۔

ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش پر مکمل پابندی عائد کرنے سے متعلق سوویت یونین نے معاہدے کا جو مسودہ تجویز کیا ہے اس کے تحت معاہدے کا ہر فریق اپنے علاقے میں فضا، بیرونی خلا، زیر آب اور زیر زمین کہیں بھی ایٹمی ہتھیاروں کے دھماکوں کا سلسلہ بند کرنے اور ایٹمی ہتھیاروں کا دھماکہ نہ کرنے کا پابند ہوگا۔ اس کے علاوہ تمام فریق ایسے دھماکوں کی ترغیب دینے، ہمت افزائی کرنے یا ان میں حصہ لینے سے بھی گریز کریں گے۔

سوویت تجویز میں کہا گیا ہے کہ معاہدے میں شامل تمام فریق بین الاقوامی قانون کے تسلیم شدہ معیارات کے مطابق اپنے تمام قومی فنی کنٹرول کے ذرائع کی مدد سے معاہدے کی پابندی کے سلسلے میں اپنا کنٹرول برقرار رکھیں گے۔

باقی صفحہ ۸ پر

سوویت معاہدے کے مسودے میں کہا گیا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائشں پر پابندی کے معاہدے کا پرامن مقاصد کے لیے زیر زمین ایٹمی دھماکوں پر، جو ایٹمی طاقتیں اپنے اپنے ملکوں کی حدود میں کریں گی، اطلاق نہیں ہوگا اور اس کے ساتھ ہی ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کے معاہدے کے تحت غیر ایٹمی طاقتوں کو بھی پرامن مقاصد کے لیے ایٹمی دھماکے کرنے کی اجازت ہوگی۔ یہ دھماکے درج ذیل طریق پر کیے جائیں گے۔

غیر ایٹمی ریاستیں ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کے معاہدے کی دفعہ ۵ کے تحت اگر ایٹمی دھماکہ کرسکیں گی اور ایٹمی طاقتوں کو اس سلسلے میں ان کے مابین ہونے والے ایک خصوصی معاہدے کے طے شدہ طریق کار پر عملدرآمد کرنا ہوگا جس پر جلد ہی دستخط ہونے والے ہیں

سوویت یونین نے یہ تجویز بھی پیش کی ہے کہ اس معاہدے میں تمام ملکوں کو شامل ہونے کی آزادی حاصل ہونی چاہیے۔

چلّی میں دہشت گردی

اور مطلق العنانی

کا دَور دَورہ

ساری دنیا کی ترقی پسند اور جمہوریت پسند قوتوں کے احتجاجات کے باوجود چلّی میں فوجی جنتا کی دہشت گردی۔ گرفتاریوں اور سیاسی قیدیوں کو اذیتیں دینے کا سلسلہ جاری ہے

اس حقیقت کو دہشت گردی اور مطلق العنانی کے مظہر، چلّی کے قومی قوانین اور عام طور پر تسلیم شدہ بین الاقوامی قانون کے اصولوں اور خصوصاً انسانی حقوق کے بین الاقوامی اور امریکی معاہدوں کی خلاف ورزی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ بہت سی بین الحکومتی اور عوامی تنظیموں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے جن میں چلّی میں فوجی جنتا کی مجرمانہ کارروائیوں کے

سلسلے میں انکوائری کرنے والا بین الاقوامی کمیشن بھی شامل ہے۔

فروری ۱۹۷۵ء میں میکسکو سٹی میں اپنے تیسرے اجلاس کے دوران اس کمیشن نے اس امر کی توثیق کی کہ فوجی حکومت دہشت گردی سے کام لے رہی ہے۔ کمیشن نے فوجی جنتا کے اشتعال انگیز وحشیانہ طریق ہائے کار کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کے رویّے کی مذمت بھی کی۔

لوئس کوروالان کے سلسلے میں یہ بات واضح ہے کہ شروع سے آخر تک ان کے خلاف جنتا نے جو کارروائیاں کی ہیں وہ غیر قانونی اور غیر آئینی ہیں ان پر جو الزامات عائد کیے گئے وہ غلط اور بے بنیاد تھے جنتا نے ان پر گذشتہ سال کے وسط میں مقدمہ چلانے کا منصوبہ بنایا تھا یہ رائے عامہ کے دباؤ کا نتیجہ تھا کہ ان کے خلاف مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ لیکن یہ بات بذاتِ خود قانون کے خلاف ہے کہ متعدد سیاسی قیدی دو سال سے قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں۔ مزید برآں جیلوں میں قیدیوں سے جو ظالمانہ سلوک کیا جاتا ہے اس کے نتیجے میں ان کی جسمانی صحت جواب دے جاتی ہے اور آخر کار وہ موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اس سلسلے میں فکر و تشویش کا جواز موجود ہے کیونکہ جوس توہا، جنرل بیچیلیت اور دیگر حریت پسندوں کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ آپ کو یاد ہوگا ان لوگوں کو جیلوں ہی میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔

چلّی کی فوجی جنتا نے "انفرادی گرفتاریوں" کی روش کا قانونی جواز پیدا کرنے کے لیے فرمان نمبر ۲۲۸ جاری کیا جو ناقص ہے کیونکہ یہ ملک کے آئین کے صریحاً خلاف ہے۔

جنتا کی پالیسی عالمی رائے عامہ اور اقوام متحدہ کے لیے ایک چیلنج ہے دنیا جانتی ہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد نمبر ۳۲۱۹ میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ چلی میں جن لوگوں کو بغیر الزام عائد کیے

یا سیاسی وجوہات کی بناء پر جیلوں میں ٹھونسا گیا ہے رہا کیا جائے۔

یہ کچھ زیادہ عرصہ پہلے کی بات نہیں ہے کہ بیرونی پریس نے یہ لکھنا شروع کر دیا تھا کہ چلی کی موجودہ حکومت کا رویہ خاصا فراخدلانہ ہو گیا ہے۔ بہرکیف، ملک میں جمہوریت پسندوں کو عدالتوں کے ذریعے اور دیگر طریقوں سے سزائیں دی جا رہی ہیں اور شہریوں کے بنیادی سماجی، اقتصادی اور سیاسی حقوق کو پیروں تلے روندا جا رہا ہے "محاصرے کے حالات" کو باقاعدہ طور پر طول دیا جا رہا ہے اور یہ ایک مستقل صورت اختیار کر گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ چلی میں آئینی نظام کے آخری عناصر کو ختم کرنے اور اس کی جگہ ایک فوجی اور نوکر شاہانہ ریاستی نظام قائم کرنے کا سلسلہ تکمیل پورا ہو چکا ہے۔ سانتیاگو سے فراخدلانہ سلوک سے متعلق جو بیانات دیے جاتے ہیں ان کا مقصد عالمی عوام کو دھوکا دینا ہے۔

جنتا نے ۵ مئی ۱۹۷۵ء کو جو فرمان نمبر ۱۰۰۹ جاری کیا تھا اس نے پریس کے بعض ترجمانوں کے ان دعووں کو وافر غذا فراہم کی ہے جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ عدالتوں اور انتظامیہ کی جانبداری کے خلاف چلی کے شہریوں کو قانونی ضمانتیں فراہم کی گئی ہیں۔ بہرکیف اس فرمان کے تفصیلی تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سیاسی اسباب کی بناء پر گرفتار ہونے والوں کے قانونی حقوق کے تحفظ سے اس کا دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اس کے برعکس اس فرمان سے سیاسی دہشت گردی کے نظام کو قانونی حیثیت [illegible] ہوتی ہے اس فرمان کے تحت "محاصرے کی حالت" کو برقرار رکھنے کی توثیق کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر معمولی نوعیت کے فوجی ٹریبونل [illegible] رہیں گے اور غیر قانونی جبر و استبداد [illegible] گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اس فرمان کے اجراء [illegible] تبدیلی آئی ہے جو امریکی جرید [illegible]

آج جمال عبدالناصر کا یومِ وفات ہے

آج ۲۹ ستمبر ہے ..... آج میرے آئیڈیل کی وفات کا دن ہے ..... آج میرے قائد کی رحلت کا دن ہے ..... آج عالم اسلام کے عظیم رہبر کی جنت کو کوچ کا دن ہے ..... آج برطانیہ، فرانس، اٹلی، اسرائیل اور امریکہ جیسی عظیم طاقتوں کو، ۱۹۵۶ء میں شکست دینے والے عالم اسلام کے مجاہد کبیر کے وصال کا دن ہے ..... آج یہود و نصاریٰ کے دشمن، سامراج کے دشمن استحصال کے دشمن، جاگیر داری اور سرمایہ داری کے دشمن، اسلام کے بہترین نظامِ حیات کے علمبردار، اسلام کے بطلِ جلیل کی رخصت کا دن ہے ..... آج کا دن بارہا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے والے بہادر کا موت سے ملاقات کا دن ہے ..... آج کا دن عربوں اور مسلمانوں کو باوقار زندگی گذارنے کا درس دینے والے جمال عبدالناصر کی وفات کا دن ہے۔

آج میرا دل رو رہا ہے ..... آج میری آنکھیں رو رہی ہیں ..... آج آنسوؤں کی لڑی ہے کہ رکنے کا نام تک نہیں لے رہی ..... آج میں کیوں نہ روؤں ..... کیوں نہ ماتم کروں آج کے دن ہی ناصر عالم عرب کو یتیم کر کے چل دیا تھا ..... آج کے دن ہی یہود و نصاریٰ نے امریکہ، یورپ اور اسرائیل میں گھی کے چراغ جلائے تھے ..... وہ کیوں نہ جلاتے ..... کیوں نہ خوشیاں مناتے ..... کیوں نہ بغلیں بجاتے ..... کیوں نہ کھکھلاتے ..... آج مسلمانوں کو، ان کا جری مربی، غیور، محبوب، بے سہارا جو چھوڑ گیا تھا ..... کفر، مسلمانوں کی غمی کے موقع پر خوش کیوں نہ ہوتا ..... یہ تو ازل سے ہی ایسا ہے ..... یہ کشمکش ابد سے چلی آ رہی ہے ..... شروع سے ہی اسلام و کفر گتھم گتھا ہو رہے ہیں ..... ابتدائے آفرینش سے ہی حق و باطل، مظلوم و ظالم اور سچ و جھوٹ دست و گریباں ہیں۔

یہ صرف مصر کا مسئلہ نہیں ..... مشرقِ وسطیٰ کا مسئلہ نہیں ..... ایشیا اور افریقہ کا مسئلہ نہیں ..... بلکہ پوری دنیا میں ظلم کے خلاف، استحصال کے خلاف، برائی کے خلاف، حق و باطل کے درمیان روۓ زمین کے جنت ارضی پر ایک ہولناک جنگ جاری رہی ــ جاری ہے ــ جاری رہے گی ..... مظلوم کامیاب اور ظالم ذلیل ہوتا رہا ــ ہوتا ہے ــ ہوتا رہے گا .....

لیکن بیسویں صدی عیسوی میں مشرق وسطیٰ کے حالات کچھ زیادہ ہی دگرگوں تھے ..... وہاں لٹیروں نے، امن کے ٹھیکیدار بن کر افراتفری مچا رکھی تھی ..... مشرقِ وسطیٰ کی مقدس سرزمین کو سامراجیوں نے اپنی ذلیل حرکتوں سے آگ کی بھٹی بنا رکھا تھا ..... وہاں شاہ عبداللہ ترکوں سے غداری کے عوض، عراق، حجاز اور اردن اپنے بیٹوں کے شاندار مستقبل کی خاطر، انگریزوں سے وصول کر چکا تھا ..... وہاں فرعونوں کا مصر ایک بار پھر عیاش بادشاہوں کی لپیٹ میں آ چکا تھا ..... پورا مشرقِ وسطیٰ طائف الملوکی کا شکار تھا۔

ایسے میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو ایک عظیم نعمت سے نوازا ..... ایک غریب ڈاکیے کی تاریک کوٹھری سے امن و آشتی کی سنہری کرنیں پورے مشرقِ وسطیٰ کو چکا چوند کرنے لگیں ..... استحصال اور ظلم سے پاک معاشرے کی نوید مسلمانوں کے گھر گھر میں گونجنے لگی ..... ظلمتِ شب کے بعد سحر کی روشنی کی صدا آنے لگی۔

جمال عبدالناصر پیدا ہوا ..... ہوش سنبھالا ..... مصر کو انقلاب کا مرکز پایا ..... برطانوی سامراج کے خلاف طلباء کے جلوسوں کی قیادت کرنے لگا ..... سنجیدگی چھائی ..... تو فوج میں کمیشن لیا ..... جب عربوں کی بے بسی دیکھی نہ گئی ..... تو شاہ فاروق کی سطوت و جبروت کا تختہ الٹ دیا ..... عیاشی کی طنابیں کاٹ ڈالیں ..... ظلم و جور کے بہتے سمندر کا رخ موڑ دیا ..... سامراج کی ماں مر گئی .....

انقلابی حکومت برسرِ اقتدار آ گئی .....

کسانوں میں زمینیں تقسیم ہوئیں ..... بیروزگاری ختم کرنے کے لیے اسوان بند کے منصوبے کا آغاز کیا...... تعلیم مفت ہوئی ..... صنعتیں قائم کی گئیں ..... الازہر یونیورسٹی کی سرپرستی کی گئی ...... ہر سال دنیا بھر کے علماء کی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا...... پسماندہ عربوں کو خوشحال بنا دیا گیا۔

ناصر نے نہر سویز قومی ملکیت میں لے لی ...... سامراج تلملا اٹھا .... سامراج دل مسوس کر رہ گیا ...... امریکہ اور یورپ کے عشرت کدوں میں کفِ افسوس ملی جانے لگی ...... اور اُس سر پھرے کے عبرتناک انجام پر تبصرہ کیا جانے لگا۔ جس نے برطانیہ جیسی مملکت، جس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا کو آنکھیں دکھانے کی جسارت کی.....

برطانیہ اور فرانس کے دو ہزار طیاروں نے مصر پر آگ برسانی شروع کی ..... ہزاروں ٹن بم برساتے ...... مگر عربوں اور مسلمانوں کا یہ عظیم لیڈر، استقلال سے ڈٹا رہا ..... ظلم سہتا رہا ...... مگر ہوا وہی ...... جو ہونا تھا ...... ناصر جیت گیا ...... سامراج ہار گیا۔

جنہیں مظلوموں کے خون کا چسکہ پڑ گیا تھا، وہ عیار بھیڑیے ...... انتقام ...... کے لیے سرد اور گرم جنگ کی تیاریاں کرنے لگے ...... ناصر کے خلاف بے بنیاد، جھوٹا اور شر انگیز پروپیگنڈا شروع کر دیا۔

انھوں نے کہا کہ ناصر فرعونی ہے ــــ مگر اس نے اسوان بند کی کھدائی کے موقع پر فرعونوں کے قوی ہیکل بتوں کی پرواہ نہ کی ــــ انھوں نے پروپیگنڈہ کیا۔ کہ آثارِ قدیمہ تباہ ہو جائیں گے ــــ اس نے کہا، پھر اپنے ان "باپ دادوں" کا بندوبست خود کر لو...

انھوں نے کہا کہ ناصر کمیونسٹ ہے ــــ مگر اس نے اپنے ملک میں کمیونسٹ پارٹی کو غیر قانونی قرار دے دیا...... انھوں نے کہا کہ ناصر اسلام کا دشمن ہے ــــ مگر اس نے علماءؒ اور قراء کی سرپرستی کی .... جب انھوں نے یہود و نصاریٰ کی مذمت میں، قرآن پاک میں موجود آیات حذف کر کے، تحریف شدہ قرآن کے نسخوں کو افریقہ میں مفت تقسیم کیا ــــ تو ان کے قرآن کو خرید کر دریا برد کرنے کے بعد، ناصر نے اغلاط سے پاک صحیح آسمانی قرآن کو افریقہ، ایشیاء اور یورپ میں مفت تقسیم کیا ...... کیونکہ وہ قرآن پاک کا حافظ و قاری تھا ...... نماز روزے کا پابند جو تھا ...... شراب سے نفرت جو کرتا تھا ...... امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی صحیح سچی، ہو بہو تصویر جو تھا۔

لیکن!

قارئین کرام! ذرا ۲۹ ستمبر کا بھی تو تصور کیجیے ...... جس دن ناصر نے اردن کی شاہی حکومت اور فلسطینی مجاہدوں کے درمیان جنگ بند کرائی ...... اور خالقِ حقیقی سے جا ملے ...... اس دن پورا قاہرہ رو رہا تھا ...... اس دن نیل بھی تو جوش میں تھا....

اس دن ایشیا اور افریقہ کے تمام حریت پسند دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے ...... کیوں نہ روتے ...... اُس دن الجزائر، شام، تیونس، عراق، لیبیا اور سوڈان کے شہیدوں کی پُرسکون رُوحیں بھی مضمحل ہو گئیں ...... حق خوش ہوا ــــ کہ ــــ اُس نے اپنی امانت واپس لے لی ہے۔

اس کی موت سے آزادی اور انقلاب کا ایک دور ختم ہو گیا...... اس کی موت سے انسانیت کا ایک باب ختم ہو گیا...... اس کی موت سے عظمت اسلام کا ایک باب ختم ہو گیا ...... لیکن موت بھی تو اٹل ہے ...... حق تعالےٰ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمایئے۔

کل نفسٍ ذائقۃ الموت ......

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بقیہ: ایٹمی ہتھیاروں کی آزمائش

اس فرمان کے اجراء کے دو ہفتوں کے دوران ہی تینتیس ۳۳ افراد کو گرفتار کیا گیا جن میں سے ۱۹ لاپتہ ہو گئے اور اب ان کا کوئی پتہ نشان نہیں ہے۔ ان میں سے ایک کی رہائی کے بعد ڈاکٹر نے اس کے جسم پر مار اور داغوں کے نشانات کی تصدیق کی۔ ان دنوں عالمی رائے عامہ کی توجہ ان ۱۱۹ افراد کی گمشدگی پر مرکوز ہے جن کو جنتا نے گرفتار کیا تھا اور اب وہ لاپتہ ہیں۔

چلی کی فوجی جنتا کے رویّے میں درحقیقت ذرا بھی نرمی نہیں آئی ہے اس کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ فوجی حکومت نے انسانی حقوق کے اقوام متحدہ کے کمیشن کی عاملہ جماعت کو چلّی جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ چلّی کی فوجی جنتا حقیقت کا سامنا کرنے سے خوف کھاتی ہے۔ ایسی صورت میں عاملہ جماعت نہ صرف حقیقت کا مشاہدہ کرتی بلکہ جنتا کی ریاکاری کا بھی تماشا کرتی۔

چلّی کی فوجی حکومت کے نام نہاد نرم رویے سے متعلق جو ریاکارانہ بیانات داغے جاتے ہیں ان کے باوجود جنتا بین الاقوامی میدان میں زیادہ سے زیادہ الگ تھلگ ہوتی جا رہی ہے ساری دنیا کی امن کی قوتیں بار بار یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ چلّی میں دہشت گردی کا خاتمہ کیا جائے اور سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔

ایک مدرس کی ضرورت

دار العلوم مدنیہ رجسٹرڈ واقع ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ کو ایک ایسے لائق مدرس کی ضرورت جو کتب عالیہ، کتب موقوف علیہ اور دورۂ حدیث پڑھا سکے

تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ مہتمم دار العلوم مدنیہ رجسٹرڈ حضرت مولانا فیروز خان صاحب۔ ناظم حافظ بشیر احمد صاحب

چٹ پر سرخ نشان
چندہ ختم ہونے
کی علامت ہے

حکومت نے ملک میں سیاسی کام کرنے پر مکمل قدغن لگا رکھی ہے؟

دفعہ ۱۴۴ کا مسلسل نفاذ دستور کے منافی ہے؟

مولانا مفتی محمود

گذشتہ دنوں جمعیت علمائے اسلام ضلع ڈیرہ اسماعیلخان کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت امیر ضلع مولانا عبدالقدوس صاحب ٹھیک دس بجے صبح جامع مسجد کلاں میں منعقد ہوا اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے جناب صاحبزادہ مولانا محمود صاحب ہوا۔ جنرل سیکرٹری قاضی عبداللطیف صاحب نے ایجنڈا پیش کیا یہ کہ جماعت کی تنظیم اور استحکام پر غور، گوجرانوالہ کنونشن کے لئے تیاری اور حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہ سے درخواست کی کہ ملک کے سیاسی حالات، جماعت کی کارکردگی اور محاذ میں جماعت کی پوزیشن اور کارکردگی پر روشنی ڈالیں اس کے بعد حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے تقریر فرمائی۔

بعد الحمد والصلوٰۃ آپ نے فرمایا اس وقت مشرقی پاکستان یا بنگلہ دیش میں جو انقلاب برپا ہوا۔ میں اصولی طور پر ہرگز اس کا خیر مقدم نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ فوجی انقلاب ہے۔ اور ہم اس قسم کے انقلاب کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنے میں مجھے کوئی جھجک نہیں۔ کہ ہر انقلاب کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ مجیب حکومت نے تمام راستے بند کر دیئے تھے۔ تمام ذرائع پر انہیں کا قبضہ تھا۔ لوگوں کے جذبات کے لئے بہاؤ کا کوئی راستہ نہیں تھا جس کا قدرتی نتیجہ یہی ہوتا تھا۔ کہ غیر فطری انقلاب آتا۔ وہ آیا اور خوب آیا جو نہ صرف مجیب بلکہ اس کے تمام خاندان کو بہا کر لے گیا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ حکومت پاکستان بھی اسی خطرناک نقش قدم پر گامزن ہے مگر افسوس کہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہاں ون پارٹی نہیں بلکہ ون مین گورنمنٹ عملی طور پر قائم ہو چکی ہے سب کچھ ایک ہی شخص کے چشم ابرو کے اشارے پر ہو رہا ہے۔ اب اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ ون پارٹی کا قانونی طور پر اعلان کیا جائے۔ ہمیں سخت تشویش ہے۔ کہ خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اسی نتیجہ سے دوچار ہوں۔ ہماری کوشش ہے کہ ملک کو اس انجام بد سے حتے الوسع بچانے کی کوشش کریں۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے۔ اور بحمداللہ ہم ادائیگی فرض میں مصروف ہیں۔ نتیجہ اللہ تعالےٰ کے حوالہ میں ہے۔ وہ ہمارے اختیار میں نہیں۔ اسی کوشش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف جماعتوں کی متفقہ طور پہ جدوجہد کا نام متحدہ جمہوری محاذ ہے۔ اس سیلاب کو روکنے کے لئے مختلف الخیال حضرات یکجا بیٹھ کر سوچتے ہیں۔

"یہاں عقیدہ اور خیالات کے اختلاف کے باوجود مجبوراً اکٹھا چلنا پڑے گا۔ ورنہ بصورت دیگر ہر گھر تباہ اور برباد ہوگا۔ میں افسوس سے کہتا ہوں۔ کہ نورانی صاحب نے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ کامیابی کا راستہ نہیں اس کے لئے چاہے وہ جتنے بھی خوشنما الفاظ میں دلائل دینے کی کوشش کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ راستہ محاذ کے حق میں کمزوری کا راستہ ہے۔ اور حزب اقتدار کو سنہری موقعہ مہیا کرتا ہے۔

اس لئے ہم آج بھی ان سے کہتے ہیں۔ کہ اگر ملک کے جبر و تشدد کے خلاف کام کرنا ہے تو اس کا راستہ صرف یہی اور یہی ہے کہ متحد ہو کر اس کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اگر ہم ایک ایک ہوتے تو ہر ایک کا انجام مولانا شمس الدین مرحوم، ڈاکٹر نذیر، خواجہ رفیق سے مختلف نہیں ہوگا۔ حتیٰ کہ آپ کو معلوم ہے کہ احمد رضا خاں قصوری، کے والد بزرگوار اور جناب مولانا شمس الدین صاحب مرحوم کے لئے اسمبلی میں دعائے مغفرت کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ ایسے حالات ہیں جن سے قوم مایوسی کی طرف جا رہی ہے۔ جس کا نتیجہ کبھی بھی قوم و ملک کے لئے خوشگوار نہیں ہوا۔ بہرکیف ہمارا طریقہ ہے کہ ہم ظلم اور جبر و تشدد کے خلاف جہاد کرتے رہیں اب یہ کہ قوم کے کتنے افراد ہمارے ساتھ رہے۔ یہ ہمارا کام نہیں۔

"بنی آدم کے دل اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہیں جس طرف چاہے پھیر دے ہم صرف اس کے مکلف ہیں کہ ہمارا راستہ اور طریق کار صحیح ہو۔ بحمداللہ ہمیں یقین ہے کہ ہم صحیح راستہ پر گامزن ہیں۔ ہم نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کٹھن راستہ اختیار کیا ہوا ہے ؎ ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختہ ایم، دوستوں قوم کی کاہلی کا نتیجہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ حکومت نے دینی مدارس کو بھی اپنی تحویل میں لینے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے۔ اور ملک میں بعض اہم مدارس کو نوٹس تک بھی دے دیئے گئے ہیں۔ آپ کو اس عظیم خطرہ سے آگاہ کر رہا ہوں کہ حکومت کے ارادے کیا ہیں۔ آگے آپ نے خود اس کا جواب دینا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ دینی مدارس کو ہضم کرنا اتنا آسان نہیں جتنا کہ ارباب اقتدار نے سمجھ رکھا ہے ——— دینی مدارس مکانات اور تعمیرات کا نام نہیں۔ علماء کرام بڑے سخت

جان واقع ہوتے ہیں وہ گلیوں، مسجدوں، درختوں کے نیچے بیٹھ کر بھی یہی مشن جاری رکھیں گے۔ اور دین اسلام کی خدمت کرتے رہیں گے۔ آخر میں مولانا علاؤالدین صاحب قاضی عطاء اللہ صاحب، اور قاضی عبداللطیف صاحب نے خطاب کیا۔ اور جماعت کو باقاعدہ منظم کرنے کی تجاویز منظور ہوئیں۔

"گوجرانوالہ کنونشن کے لئے سب لوگوں نے بڑے جوش و خروش سے تیاری کا وعدہ کیا۔ درج ذیل قرار دادیں اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔

سب سے پہلے جناب خلیفہ صاحب کنڈ خیل جناب صاحبزادہ محمد ذاکر صاحب، خلف الرشید جناب حضرت محمد زاہد صاحب، سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف، اور جناب حکیم محمد حیات صاحب کے حق میں دعائے مغفرت کی گئیں۔

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجتماع دینی مدارس کے متعلق حکومت پاکستان کے رویہ کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ حکومت کا مدارس کو اپنے تحویل میں لینا ملک وملت کے لئے نقصان دہ اور مداخلت فی الدین سمجھتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس قسم کے جابرانہ اقدامات کو واپس لیا جائے مسلمانان پاکستان ایسے اقدامات کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔

۲۔ ملک کے موجودہ سیاسی اقتصادی اخلاقی اور انتظامی ابتری اور بدنظمی غیر اسلامی قوانین اور حکمرانوں کی نااہلی کا نتیجہ ہے۔ اس لیے یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ جلد از جلد اسلامی قوانین کو نافذ کیا جائے۔

۳۔ موجودہ حکومت ملک کے اہم مسائل اور مشکلات مثلاً تربیلا ڈیم جس پر دس ارب روپے خرچ ہوتے ضروریات زندگی کی لانہایہ مہنگائی، غلہ گندم کی نایابی امن وامان وغیرہ حل کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے اس لئے یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے۔ کہ موجودہ حکومت کو اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے ہوئے مستعفی ہو جانا چاہیئے اور قومی حکومت کے زیر نگرانی آزادانہ انتخابات کرانے چاہیئے۔

۴۔ آزاد کشمیر میں حزب اختلاف کے لیڈروں کے داخلہ پر پابندی جب کہ پیپلز پارٹی کے لیڈر آزادانہ گھوم پھر رہے ہیں کی سخت مذمت کرتا ہے اور اسے کشمیر کی آزادی کے لئے نقصان دہ سمجھتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ حزب اختلاف کو بھی کشمیری بھائیوں تک اپنا نقطۂ نگاہ پیش کرنے کی آزادی دی جائے۔

۵۔ تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے بصورت دیگر کھلی عدالت میں ان پر مقدمات چلا کر ان کا جرم ثابت کیا جائے۔

۶۔ اس اجتماع کی نگاہ میں ملک میں ہنگامی حالات دفعہ ۱۴۴ کا بے تحاشا نفاذ سیکورٹی فورس کی حزب اختلاف کے جلسوں پر یلغار اور غنڈہ گردی ملک کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے سیاسی گھٹن ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ متشددانہ اقدامات ختم کئے جائیں۔ حزب اختلاف کو اپنا نقطۂ نظر عوام تک پہنچانے کے مواقع مہیا کئے جائیں۔ ورنہ ملک کی تباہی کی ذمہ داری ارباب اقتدار پر ہوگی۔

۷۔ ڈیرہ اسماعیل خاں میں سیلاب سے تقریباً ایک لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی آبادکاری کا جلد از جلد انتظام کیا جائے۔ نقصانات کا معاوضہ دیا جائے نیز فوری ضروریات مہیا کرنے کے لئے خوراک وغیرہ کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔

۸۔ حکومت کی نرخ بندی سے منڈیوں غلہ، گندم ناپید ہو چکا ہے جب کہ اہل دیہات کے لئے ڈپو سسٹم بھی نہیں جس سے علاقہ میں سخت بے چینی اور ہراس پایا جاتا ہے۔ اس لئے غلہ گندم کا جلد از جلد انتظام کیا جائے۔

۹۔ رائیٹ جنک کنال میں دس ہزار سات سو باسٹھ ۱۰۷۶۲ کیوسک سے کم پانی ہرگز اہل ڈیرہ کو قبول نہیں ہوگا۔ نہ اس سے کم پانی سے ہماری ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ اور نہ خاطر خواہ سیرابی ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ڈیرہ اسماعیلخاں کو اپنا پورا حق دیکر جلد از جلد کام شروع کیا جائے۔

۱۰۔ قریباً تین سال کا عرصہ ہونے کو ہے کہ اہل ڈیرہ بلڈوزر اور ٹریکٹروں کی سہولت سے محروم چلے آرہے ہیں۔ ایک مخصوص با اثر با اقتدار گروہ کی اجارہ داری ہے۔ اور صرف ان کے مفادات کے لئے موجودہ آلات زراعت کئے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے۔ کہ بلڈوزروں اور ٹریکٹروں کے استعمال میں انصاف سے کام لے کر غرباء کو بھی استفادہ کا موقعہ دیا جائے۔

کنونشن جمعیۃ علماء اسلام مری

مری:۔ قائد حزب اختلاف و قائد جمعیۃ علماء اسلام مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے جمعیۃ علماء اسلام مری کے زیر اہتمام جامع مسجد حنفیہ شرقیہ مری میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ملک میں ایک گز بھی جگہ ایسی نہیں جہاں دفعہ ۱۴۴ نافذ نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ دفعہ ۱۴۴ وہاں لگائی جاتی ہے جہاں پر فساد کا زبردست خطرہ ہو۔ مفتی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں سوال کرتا ہوں حکمران جماعت سے کہ کیا پورا ملک فساد زدہ ہے؟ اگر ایسا ہے جیسا کہ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ سے ثابت ہے تو میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ ایسی حکومت کو جو امن قائم نہیں رکھ سکتی اس کو قطعاً حکومت کرنے کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا فوری طور پر حکومت کو مستعفی ہو جانا چاہیئے۔

"قائد جمعیت نے فرمایا کہ دستور میں بنیادی حقوق اور تقریر و تحریر کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ لیکن ہم جہاں جاتے ہیں یہ دفعہ ہمارا استقبال کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران جماعت خود ہی دستور کی دھجیاں اڑاتی ہے۔ آپ نے کہا کہ دفعہ ۱۴۴ کا مسلسل نفاذ ملک کے دستور کے سراسر منافی ہے اس لئے ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر حکومت فوری طور پر دفعہ ۱۴۴ ملک سے اٹھالے۔ قائد محترم نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ جن لوگوں نے ایک سو سال تک مسلسل انگریز سامراج کے خلاف جہاد کر کے قوم کو آزادی کی نعمت بخشی ان کو آج بھی جیلوں کے

باقی صفحہ ۱۲ پر

محمد یوسف ولی اللہی

حضرت مولانا عزیز گل (مدظلہ العالی) سے ایک ملاقات

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد کوئی ایسی تحریک آزادی نہیں جس میں حضرت شیخ الہند، مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے قائدانہ کردار ادا نہ کیا ہو۔ اس وقت آزادی کی تحریکات چلانا بڑا ہی مشکل کام تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد مسلمانوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔ مسلمان سیاست میں حصہ لینے سے ڈرتے تھے۔ آزادی کا خواب بھی پتہ پانی کر دیتا تھا۔ ایسے نازک اور کڑے وقت میں تحریکات چلانا بڑے ہی دل گردے کا کام تھا۔ لیکن حضرت شیخ الہندؒ نے جنگ آزادی کے کئی پلان بناتے۔ اور اپنا کام حوصلے ہمت سے جاری رکھا۔

سے تائب تھے احتساب سے جب سارے بادہ کش
ان کو یہ افتخار کہ وہ مے کدہ میں تھے،

سے انہوں نے اسوقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
سرفروشوں کے لئے دار و رسن قائم تھے،
خانزادوں کے لئے مفت کی جاگیریں تھیں
بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں،
خون احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں،

اسی اثنا میں حضرت شیخ الہندؒ جنگ آزادی کے لئے نئی مورچہ بندی کے طور پر ہندوستان چھوڑ کر حجاز چلے گئے۔ وہاں سے گرفتار ہو کر مصر اور بعد میں مالٹا میں ایام اسارت گذارے حجاز مصر اور مالٹا کی اسارت کے دوران حضرت شیخ رحؒ کے ہمراہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ حضرت مولانا عزیز گل مدظلہ جناب حکیم نصرت حسین مرحوم اور جناب وحید احمد مرحوم تھے۔

خوش قسمتی و خوش بختی سے حضرت مولانا عزیز گل مدظلہ العالی بقید حیات ہیں وہ جن پر حضرت شیخ رحؒ کی نظر عنایت بہت زیادہ تھی۔ اور بہت بے تکلفی سے ان سے رہتے تھے۔ جو بے تکلفی ان سے برتتے رہے وہ کسی اور کے ساتھ عمل میں نہیں آئی۔" (سفر نامہ شیخ الہندؒ صفحہ ۱۳۱ از قلم مولانا مدنی رحؒ)

اسی طرح حضرت مولانا عزیز گل مدظلہ کی بھی اپنے شیخ رحؒ کے لئے اسی قدر وارفتگی اور عشق تھا۔ کہ ایک دفعہ دوران تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمانؒ صاحب سے فرمانے لگے کہ اگر ایک پلڑے میں حضرت شیخ رحؒ ہوں۔ اور دوسرے پلڑے میں آپ اور پوری دنیا ہو تو میرے نزدیک میرے شیخ رحؒ کا پلڑا پھر بھی بھاری رہے گا۔ مفتی عزیز الرحمانؒ نے فرمایا اس میں تو ہماری بھی سعادت ہے ———

یقیناً ہماری بھی آج یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ کہ قحط الرجال کے اس دور میں اگر مردم شماری ہو تو بے شمار لیکن اگر مردم شناسی ہو تو خال خال بلکہ نایاب ——— حضرت مولانا عزیز گل مدظلہ جیسی عظیم شخصیت بقید حیات ہے۔ جو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام سے کم نہیں، کیونکہ فطرت خداوندی یہ ہے کہ اس کی طرف سے بڑے لوگ انعام کے طور پر دیئے جاتے ہیں"

حضرت مدظلہ آج کل اپنے آبائی گاؤں سے سخاکوٹ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر میاں گانوں کلے میں رہائش پذیر ہیں۔ اور سخاکوٹ مردان سے تقریباً بیس ۲۰ میل کے فاصلے پر ہے۔

گذشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے ان کی زیارت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ سخاکوٹ سے حضرت مدظلہ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرؤف کے ہمراہ ہمارا دس آدمیوں پر مشتمل قافلہ میاں گانوں کلے پیدل سفر کر کے پہنچا ——— جب ہم گاؤں میں پہنچے تو حضرت مدظلہ مسجد میں نماز ظہر کے بعد وظائف میں مشغول تھے ——— سرخ گلاب کا ایک شگفتہ پھول تھا جو اس بڑھاپے میں بھی پوری آن بان سے اپنی بہار دکھلا رہا تھا۔ لمبے قد، مضبوط جسم، کتابی اور صبیح چہرے والے حضرت مولانا مدظلہ انتہائی سادہ لباس میں ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے مسجد سے باہر آئے تو ہم سب نے مصافحہ کیا۔ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے ہمارا تعارف کرایا۔ حضرت مدظلہ نے جناب سید مطلوب علی زیدی کو پہچان لیا۔ اور ہم سب پر نہایت شفقت فرمائی۔ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہو گئے چارپائی پر نہ کوئی کپڑا تھا۔ اور نہ ہی ٹیک لگانے کے لیے کوئی تکیہ وغیرہ ——— اسی طرح تقریباً دو گھنٹے بیٹھے رہے۔ اس بڑھاپے کے عالم میں ان کا یہ فعل ان کی مجاہدانہ زندگی کا آئینہ دار تھا۔ بہرحال ہم بھی چارپائیاں قریب کھینچ کر بیٹھ گئے۔ تحریک آزادی کی ایک مستقل اور اہم داستان آنکھوں کے سامنے گھوم گئی ———

سلسلۂ گفتگو شروع ہوا تو جمعیۃ طلباء اسلام کی مناسبت سے جمعیۃ الانصار کا تذکرہ چھڑ گیا فرمانے لگے کہ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا تھا۔

کہ میں نے جمعیۃ الانصار قائم کر کے انگریز کی وہ اینٹ جو اس نے علی گڑھ کی صورت میں بنیاد کے طور پر لگائی تھی۔ اکھاڑ دی ہے ——— ۱۸۵۷ء کے بعد کی تحریکات آزادی کا تذکرہ کرتے ہوتے

فرمانے لگے کہ یہ تمام تحریکات حضرت شیخ الہندؒ کے نام سے شروع ہوتی تھیں۔ اور ان کے سہارے سے ہی پروان چڑھتی تھیں۔ ان کی ذات ستودہ گرامی کی وجہ سے ہی تحریکات میں جان پڑتی تھی۔

"مالٹا میں حضرت مولانا مدظلہ سب سے زیادہ حضرت شیخ الہندؒ کے قریب رہے اور وہ ان کی خدمت کی۔ ان کی چارپائی بھی حضرت شیخ کی چارپائی کے ساتھ ہوتی تھی۔ فرمانے لگے کہ حضرت شیخؒ کو وہاں بڑی عزت کے ساتھ تمام حقوق ملے۔ ان کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا انگریز آفیسر حضرت شیخ سے بات کرنے کی خواہش و آرزو کیا کرتے تھے بہت زیادہ تعظیم سے پیش آتے تھے۔ باوجود کہ ہمارا رویہ ان سے ہمیشہ اکھڑا اکھڑا سا ہوتا تھا۔ مثلاً ایک دفعہ مسٹر برن جو گورنمنٹ یو۔ پی کا چیف سیکرٹری تھا۔ مالٹا میں آیا مجھ سے کچھ خطوط اور پارسلوں وغیرہ کی نسبت سوالات کئے تو میں نے بڑی بے رخی سے کہا آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں اپنے دفتر میں دیکھ لیجئے"

مالٹا سے رہائی کے بعد ۸ جون ۱۹۲۰ء میں ہندوستان واپسی ہوئی۔ تحریک خلافت زوروں پر چل رہی تھی حضرت شیخ الہندؒ نے باوجود بیماری کے اس تحریک میں بھی زبردست حصہ لیا۔ تحریک خلافت کی بات چلی تو حضرت مدظلہ فرمانے لگے کہ "ایک دفعہ کلکتہ میں خلافت کمیٹی کا ایک اہم جلسہ تھا حضرت شیخ رح سے عرض کیا گیا کہ وہ اس جلسہ کی صدارت فرمائیں۔ حضرت شیخ رح تو بیماری کی وجہ سے نہ جاسکے۔ اپنی جگہ مجھے جانے کو کہا۔ میں بڑے مخمصے میں تھا۔ بہرحال تعمیل ارشاد کی اور میں کلکتہ پہنچا جب میں نے مولانا شوکت علی مرحوم کو بتلایا کہ حضرت تو بوجہ بیماری تشریف نہیں لاسکے ہیں۔ البتہ انہوں نے مجھے اپنی جگہ بھیجا ہے۔ تو شوکت علی پھولے نہیں سماتے تھے۔ کہنے لگے کہ آپ کی شرکت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت شیخ رح ہمارے شریک ہیں۔ مجھے سینے سے لگالیا پھر مجھے پورے سٹیج پر گھمایا اور کہنے لگے کہ یہ حضرت شیخ الہند رح کے نمائندے کی حیثیت سے اجلاس میں شریک ہیں۔ میں بعد میں ایک بوڑھے سے شخص کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ حضرت شیخؒ کے دوست حضرت مولانا تاج محمد امروٹی رح ہیں۔ انہوں نے مجھ سے تنہائی میں میرا نام پوچھا تو میں نے عزیز گل بتلایا فرمانے لگے نہیں ـــــ محمد عزیر ـــــ میرے نام کی تبدیلی حضرت امروٹی رح نے کی۔ اب اس کے بعد سے اکثر اپنا نام محمد عزیر لکھتا ہوں۔

ایک سوال کے جواب میں فرمانے لگے کہ آج اس دور میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ہمارے وکیل ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت غیر مترقبہ ہیں جیسے وہ کہیں اور کریں۔ ویسے ہی کام کریں۔ البتہ جوش سے کام کرنے کی بجائے ہوش مندی سے کام کرنے کی ضرورت ہے ہمارا تو ایک کھیل تھا، جو ختم ہوگیا۔ ترکیہ کی شکست نے ہمارا کھیل ختم کردیا تھا۔

حضرت مولانا مدظلہ ۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ صحت کافی حد تک اچھی ہے۔ البتہ آنکھوں کی بینائی کمزور ہوچکی ہے۔ اٹھاسی سال کی عمر کے باوجود ان کی چال ڈھال وہی مجاہدانہ ہے۔ کچے مکان میں رہائش پذیر ہیں وہ بدبخت جو ان کے بارے میں طرح طرح کی غلط بیانیاں کرتے ہیں۔ ان کی قلعی ملاقات کے بعد تو یکسر کھل کر رہ گئی۔ مولانا مدظلہ پر بنگلوں میں رہنے کا الزام لگانے اور (نعوذ باللہ) انگریز کے ایجنٹ کہنے والو۔

تم کبھی اپنے کئے پر بھی نظر ڈالو گے
تم نے کانٹوں کے عوض سرو وسمن بیچے ہیں
تم نے تاریخ کے سینے میں سناں گاڑی ہے
تم نے بے خوف شہیدوں کے کفن بیچے ہیں

حضرت مولانا مدظلہ میں عجز وانکسار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اپنے اوپر لگائی گئی تہمتوں کا جواب دینے سے سختی سے منع فرماتے ہیں۔

اگر کبھی کوئی شخص ان کے آنے پر بطور ادب کھڑا ہوجائے، دعا کی درخواست کرے یا ان سے کہے کہ زیارت کی غرض سے آیا ہوں۔ تو وہ ناراض ہی نہیں بلکہ سخت غصے ہوجاتے ہیں

یہ ہیں وہ عظیم شخصیت حضرت مولانا عزیر گل مدظلہ العالی جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک مستقل حصہ اور جوانی انگریز کے خلاف جہاد میں گذاری مصائب و آلام برداشت کئے۔ قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں لیکن۔

نیرنگئی سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

بقیہ: حکومت نے ملک میں

کے اندر بند رکھا ہوا ہے اور جو انگریز کی بوٹ پالش کرتے رہے وہی لوگ آج اس ملک میں حکومت کرتے ہیں۔ قائد جمعیت نے کہا کہ یہ درست ہے کہ آزادی کی ایک ساعت غلامی کے ہزار سال سے بہتر ہے۔ لیکن ہم ابھی تک آزاد نہیں ہوئے بلکہ آج بھی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے ہماری جنگ سفید سامراج کے خلاف تھی اور آج کالے انگریز کے ساتھ ہے آپ نے ملکی حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا آج تقریر و تحریر پر پابندی ہے۔ عام اجتماعات تو کیا بند کمروں میں بھی اظہار خیال کی آزادی نہیں ہے۔ بلکہ خدا کے گھر جو امن کی جگہیں ہیں آج ہم کو خدا کے گھروں میں بھی پناہ لینے کی اجازت نہیں۔ انہوں نے کہا صوبہ سرحد و بلوچستان میں حکمران جماعت نے جس طرح جمہوریت کے پرخچے اڑائے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ قائد محترم نے عوام سے کہا کہ آپ لوگوں نے گذشتہ انتخابات میں بھٹو کا ساتھ دیا۔ جب کہ ہم نے اس کو مسترد کردیا لیکن انہوں نے اکثریت کے بل بوتے پر ہماری دو صوبوں کی حکومتوں کو بھی توڑ ڈالا۔ قائد نے فرمایا کہ آئندہ انتخابات میں ہمارے اس قرضہ کو جو تمہارے اوپر ہے اس کو اتارنا ہوگا۔ اجتماع میں لوگوں نے عہد کیا کہ آئندہ بھٹو پارٹی کا کبھی ساتھ نہ دیں گے۔ اس جلسہ کی صدارت متحدہ جمہوری محاذ تحصیل مری کے نائب صدر و نائب امیر جمعیت تحصیل مری قاری محمد ایوب صاحب نے کی۔ جلسہ کے بعد قائد جمعیت نے مدرسہ دارالعلوم ربانیہ میں جمعیت کے کارکنوں سے خطاب کیا۔

بشکریہ مجلہ: رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

الاستاذ احمد حسین

ترجمہ: حافظ مقصود احمد

جزیرۃ العرب۔ اسلامی قوت کا سرچشمہ

تخلیق کائنات کا باعث کیا ہے؟ اس کے متعلق بنیادی طور پر دو نظریات ہیں ایک مکتبۂ فکر اسے "اللہ" سے منسوب کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے ارادے اور قدرت سے اس کائنات کو نیست سے ہست میں تبدیل کیا اور ہم انسانوں کا اس ذات کے بارہ میں یہ عقیدہ ہے کہ ہم سب اللہ تعالےٰ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔

دوسرا گروہ اس کائنات کے بارہ میں یہ نظریہ رکھتا ہے کہ اس کی تخلیق ایک اتفاقی حادثہ ہے اور کسی کی مشیت یا ارادہ کو اس میں دخل نہیں ان کا خیال ہے کہ زمین آسمان، نباتات وجمادات، انسان و حیوانات بلا حکمت و غایت وجود میں آئے۔ کون مکان اور اس کے مکین اور تمام کارخانۂ حیات خود بخود پیدا ہوتے ہیں اور کسی آگے جواب دہ بھی نہیں۔ لہٰذا حشر نشر اور حساب وکتاب، ثواب وعقاب وغیرہ سب فضول عقائد ہیں۔

عقل سلیم خود فیصلہ کر سکتی ہے کہ ان دو نظریوں میں سے کونسا عقل وخرد کے زیادہ قریب ہے مصالح بشریہ کس سے متعلق ہیں۔ کیا یہ بالارادہ خلق انسانوں کے زیادہ مناسبِ حال ہے یا بلا ارادہ و بلا غایت و مشیت اتفاقی حادثہ اس کائنات کی بہتری کو سوچ سکتا ہے۔

اس مقدمے کی غایت

مضمون کے عنوان اور اس مقدمے پر اگر غور کیا جائے تو قدرتی طور پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ ان دونوں کا آپس میں ربط کیا ہے، لیکن لفظ "اللہ" اور "حادثہ" پر غور کرنے سے یہ عقدہ کھل جاتا ہے۔

ہم مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ جب اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے اس جزیرۃ العرب کو بعثتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا مسکن چنا تو وہ اس کی حکمت وغایت کو دیکھتا اور جانتا تھا۔ ملحدین ومنکرین خدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظہور کو ایک عام حادثہ قرار دیتے ہیں۔ جو بلا حکمت وغایت عمل میں آیا۔

جب ہم ایمان ویقین کی نظر سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جزیرۃ العرب میں "بعثتِ محمدیہ" صلّی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے خاص ارادہ، قدرت اور حکمت کے تحت ہوئی ہے جس طرح اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے وجود، قدرت اور اس کی وحدانیت پر ہمارا ایمان ہے۔ اسی طرح اس بعثت کے مکان کی حکمت پر بھی ہم یقین رکھتے ہیں غور کیجیے اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم یونان میں مبعوث ہوتے تو معاند کہ سکتے تھے کہ آپ کی کامیابیاں اس وجہ سے تھیں کہ آپ کی شخصیت میں سقراط، افلاطون اور ارسطو کا علم صولون کی قدرتِ تشریع اور سکندر مقدونی کی عبقری شخصیت کی قوت حرب جمع تھے۔ یہی کچھ چین، مصر قدیم، روم وفارس اور بابل کے متعلق کہا جاسکتا تھا یہ وہ علاقے تھے جو علم وحکمت کے میدان میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

لیکن حکمت باری تعالےٰ نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جزیرۃ العرب میں مبعوث فرمایا جائے۔ یہ وہ علاقہ تھا جس ...

بلکہ مطلق جاہلیت کا اس علاقہ میں دور دورہ تھا ان کی اس جاہلیت کا ذکر خدائے پاک نے اپنے کلام میں بھی فرمایا۔ حد یہ تھی کہ بعض باپ اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے اور بعض اپنی لڑکیوں کو عار کے مارے بچپن میں قتل کر دیتے تھے۔ قرآن پاک میں ان کی اس حرکت کا بھی ذکر ہے ان تمام برائیوں سے بڑھ کر جو خرابی ان میں تھی وہ ان لوگوں کا آپس میں جنگ وقتال تھا۔ یہ خاندانی رقابتیں اور لڑائیاں سالہا سال تک جاری رہتیں۔ ان میں ان کا مال اور جان سب کچھ تباہ ہو رہا تھا۔ لیکن بایں ہمہ جب فخر جتانے پر آتے تو سب سے افضل گردانا جاتا جس نے سب سے زیادہ لوٹ مار قتل وغارت اور دھوکا دہی کی ہوتی ان حالات میں دعوتِ اسلام ان لوگوں میں آئی۔

ایسے وقت میں جبکہ تمام عرب کسی نہ کسی جھگڑے میں ملوث تھے اسلام امن اور صلح کا پیام لے کر آیا۔ اور انسان کو باہمی تعاون کا سبق دیا۔

ایسے وقت میں جبکہ آدمی کی قدر اس کے حسب ونسب کی وجہ سے ہوتی تھی اسلام آیا اور اس نے یہ نعرہ لگایا۔ "کلکم لآدم وآدم من تراب۔ ولا فرق بین عربی او اعجمی الا بالتقوی" تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ کسی عربی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں مگر بلحاظ تقویٰ۔

ایسے وقت میں جب کہ عرب میں کوئی قانون نہیں تھا۔ اسلام کامل اور اکمل شریعت لے کر آیا جبکہ علم ناپید تھا۔ قرآن آیا اور اس نے علم کی دعوت

نہیں تھا لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو رہے تھے۔ قرآن کریم بارانِ رحمت بن کر آیا اور تمام لوگوں کو ایسا تمدن دیا کہ سب ایک دوسرے کے خیر خواہ بن گئے۔ یہاں تک کہ اس دنیا کی بقا اسی میں ہے کہ واپس اسی تمدن کو اپنایا جائے۔

ایک مومن کامل کو اس سارے واقعہ میں خدا کی حکمت بالغہ اور اس کی مشیت کار فرما نظر آتی ہے لیکن ایک ملحد کافر کو یہ سب کچھ محض حادثہ نظر آتا ہے

اب ہم حالات حاضرہ اور جو ہمارا اصل موضوع یعنی طاقت ہے کی طرف آتے ہیں۔

طاقت پٹرول اور جزیرۃ العرب

یہ حقیقت ہے کہ آج سے چالیس سال قبل ان تینوں الفاظ کا آپس میں کوئی ربط نہیں تھا پہلی جنگِ عظیم کے نتیجہ میں یورپی استعماری طاقتوں نے تمام عالم اسلام کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔

اس علاقہ کے بارہ میں ان کی نیتیں بھی کچھ مخفی نہیں تھیں۔ بیت المقدس پر حملہ کرنے والی انگریزی افواج کا کمانڈر ایلن بی جب قبلہ اول میں داخل ہونے لگا تو بلا تردد کہہ رہا تھا۔ "آج کے دن صلیبی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا۔" اسرائیل کا وجود اسی روزِ بد کا نتیجہ تھا

اس دَور ابتلا میں اگر کوئی خطہ ان کی دست برد سے محفوظ رہ گیا تو جزیرۃ العرب کا قلب اسلام کا آخری حصار ہی تھا۔ عالم اسلام جس مصیبت سے دوچار تھا۔ جزیرۃ العرب اس سے بچا رہا۔ استعماری طاقتیں اس علاقہ کو ہاتھ نہ ڈال سکیں۔ بعض لوگ اس کو اتفاق یا حادثہ کہہ سکتے ہیں، لیکن ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہ سب کچھ مشیت الٰہی اور اس کی حکمتِ بالغہ کے تحت ہوا۔

عالم اسلام کی قوت

جنگِ عظیم اول اور دوم کے بعد عالم اسلام کی جو حالت تھی اس پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیے آپ کو معلوم ہو گا کہ مصر سوڈان، فلسطین، عراق، یمن کا معتد بہ حصہ، خلیج کی امارات، کویت، ابادان اور سارا ہندوستان انگریز کے قبضہ میں تھا لبنان، شام اور ٹیونس، الجزائر، مراکش، ماریٹینیا اور مالی فرانسیسی تسلّط میں تھا۔ صومال اور اریٹیریا اٹلی کے زیر نگین تھے۔ انڈونیشیا ہالینڈ کے قبضہ میں تھا اور جس ملک کو آج کل ملائشیا کہتے ہیں وہ بھی انگریزوں کے تسلّط میں تھا ادبار کی حالت یہ تھی کہ سلطنت ترکی جو چار سو سال تک خود دنیائے اسلام کی جائے پناہ تھی اپنا استنبول کھو بیٹھی۔ اناطولیہ کو قبضہ میں کرنے کے لیے یونان نے ترکی کے ساتھ ایک نہایت طویل جنگ لڑی۔

نقشہ تبدیل ہوتا ہے

اس دَور ابتلاء میں صرف نجد و حجاز کا علاقہ عبدالعزیز آل مسعود کے جھنڈے تلے آزاد وحدت کی شکل اختیار کیے ہوئے تھا اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے یہ مرکزی نقطہ تھا دنیائے عرب نے آزادی کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے۔ بحر اوقیانوس سے خلیج عرب تک کا تمام علاقہ آزاد ہو گیا۔ جب عربوں کو عزت حاصل ہو گئی تو گویا اسلام کو عزت مل گئی شدہ شدہ دنیا کے نقشہ پر دو عظیم اسلامی ریاستیں پاکستان اور انڈونیشیا کی شکل میں ابھر آئیں۔ افریقہ میں استعماری طاقتوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور ایشیا اور افریقہ میں جہاں کہیں بھی مسلمان تھے آزادی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

پٹرول - پٹرول

مسلمان آزاد تو ہو گئے لیکن عین ممکن تھا کہ ان کی غربت اور افلاس ان کی آزادی کو بے فائدہ اور ناکارہ کر دیتا۔ لیکن قدرت کو ان مسلمانوں کو آزادی بخش کر آزاد رکھنا منظور تھا۔ اس نے دنیائے اسلام کو عموماً اور عرب کو خصوصاً طاقت کے ایسے سرچشمے دیے جن کی وجہ سے یہ لوگ اس کمزوری اور جادہ پرستی کے دَور میں دیگر اقوام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکیں۔ بالکل عجیب سی بات ہے کہ عالم اسلام، عربی یا غیر عربی (مثلاً ایران، انڈونیشیا اور نائیجیریا) اس وقت دنیا میں پٹرول کے سب سے بڑے برآمد کنندگان روس کے باکو اور باطوم کے تیل کے کنوئیں بھی فی الحقیقت منطقہ اسلامیہ میں واقع ہیں۔

جزیرۃ العرب اسلامی دنیا کا دل ہے۔

دنیائے عرب کی یہ حالت ایک معجزے سے کم نہیں۔ آج کی دنیا مادی وسائل اور طاقت پر لٹو ہوتی جاتی ہے۔ عرب کو قدرت نے مردہ نعمت دی جس کی وجہ سے یہ دنیا کی محتاج نہ رہے بلکہ ساری دنیا اس کی محتاج ہو۔ یورپ اور امریکہ کو یکساں طور پر آج عربی تیل کی ضرورت ہے۔ نیچری، ملحد اور مادہ پرست اس واقعہ کو حادثہ کہیں تو کہہ لیں لیکن ہم مسلمان تو اسے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور اس کی حکمت سمجھتے ہیں اور دنیا کے قیام کے لیے ایک طرح کا باعث جانتے ہیں۔ جزیرۃ العرب کی یہ طاقت اسلامی تمدن کو نشو و نما دینے میں ممد ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ چیز دو مرحلوں میں حاصل کی جا سکتی ہے۔

مرحلہ اوّل۔ دنیا کے طول و عرض میں اسلام کی تعلیم کا پہنچانا

یہ مرحلہ تقریباً شروع ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں یہ دس سال بیس سال کا عرصہ تکمیل کے لیے لے گا۔ دریں زمانہ اسلامی تعلیمات کے لیے حالات کا ساز گار ہونا ایک تقدیری امر ہے۔ ورنہ عرصہ سے دنیائے اسلام اپنے دنیاوی غموں میں اس قدر گھری ہوئی تھی کہ اشاعت اسلام کا کام تقریباً بند تھا۔ اب اللہ کا فضل ہوا ہے۔ تمام مسلمانوں کا

فریضہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں۔ امریکہ یورپ اور جاپان میں خصوصی طور پر اور تمام دنیا میں عمومی طور پر اسلامی تعلیم کو عام کرنے کے لیے اکیڈیمی اور یونیورسٹی قسم کی چیزوں کا سہارا غیر مفید ہوگا بلکہ اس کے لیے گلی گلی کوچہ کوچہ، گھر گھر اسلامی تعلیم کو پہنچانا ہوگا۔ موجودہ تمام وسائل از قسم رسائل و کتب اور ریڈیو وغیرہ کو اس کار خیر کے لیے استعمال کرنا ہوگا۔

یہ جو میں نے کہا تھا کہ تعلیم اسلام کی اشاعت کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اس کے ثبوت میں میں آپ کو اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتا ہوں۔

سنہ ۱۹۴۷ء کی بات ہے میں امریکہ گیا۔ ان دنوں امریکہ صرف اپنے ملک کو ہی دنیا تصور کرتا تھا اور بقیہ دنیا کو کوڑا کباڑ اور تاریخ کا بھولا بسرا قصہ سمجھتا تھا۔ ضروریات زندگی کی ہر چیز امریکہ میں پیدا ہوتی تھی اور دساور بھیجتے وقت اس پر MADEIN U.S.A. لکھا جانا از بس ضروری تھا۔ ایک کھانڈ اس ملک میں پیدا نہیں ہوتی تھی۔ یہ انہیں کیوبا سے منگوانی پڑتی تھی۔ اس پر یہ الفاظ لکھے جاتے تھے۔

گویا کہ دنیا جہان سے وہ لوگ اپنے آپ کو مستغنی سمجھتے تھے انہیں دنوں میں مجھے ایک کالج کے طلبا کو خطاب کرنا تھا۔ موضوع تھا "مصر کا تعارف" میرے امریکی دوست نے از راہ ظرافت مجھے کہا کہ جن طلبا کو آپ نے خطاب کرنا ہے ان میں سے بہت کم ملک مصر کو جانتے ہوں گے۔ یہ آج سے اٹھائیس سال پہلے کا واقعہ ہے لیکن آج؟

صورت بدل گئی ہے

پچھلے دنوں تیل پیدا کرنے والے اور صارفین ممالک کی ایک کانفرنس ہو رہی تھی۔ میں جدہ سے "آرام کو" جا رہا تھا جہاز میں سوار ہر امریکی اور یورپی کے ہاتھ میں دنیائے عرب سے متعلق معلومات کے ٹریکٹ تھے جن کو وہ جلد از جلد یاد کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

یہ تو بس ابتداء ہے آج امریکی یہ جان چکا ہے کہ اس کی عیش پسندی کے لیے سعودی عرب کا تیل کس قدر ضروری ہے۔ جتنا تیل کم نکلے گا۔ اس کا آرام اسی درجے کا کم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ سعودی عرب کا وجود اس کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے آج ہر امریکی یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہے کہ سعودیۃ کیا ہے؟ جزیرۃ العرب کیا ہے؟ یہ عرب کون لوگ ہیں؟ ان لوگوں کے معتقدات کیا ہیں؟ ان کا دین کیا ہے؟

آج اسلام امریکہ کے دل پر نقش ثبت کر رہا ہے جب عرب کے متعلق سوال ہوگا تو گویا فوراً ہی اسلام کے متعلق سوال ہوگا۔

اہل یورپ تو اہل اسلام کے ہمسایہ ہیں۔ ان کی تاریخ آپس میں منطبق ہوتی ہے۔ لیکن امریکہ کا حال اس سے مختلف ہے۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ جس طرح اسلام جب پھیلنے پر آیا تو تاتاریوں میں اتر گیا جو اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ اس طرح آج جو اسلام کے بدترین دشمن ہیں چند سالوں میں ان کا اسلام کے حلقہ بگوش ہو جانا کوئی مستبعد نہیں ہے افریقہ میں اسلام کی ابتدا ہو چکی ہے۔

مرحلہ ثانی۔ عربوں کا خود کفیل ہونا

دوسرا مرحلہ یہ ہوگا کہ عرب دنیا میں خود علم کے علمبردار نہیں۔ صنعت و حرفت میں دنیا کے امام بنیں۔ سیاست میں لوگوں کے راہبر بنیں۔ یہ دن دور نہیں۔ اس دن کو نزدیک لانے کی کوشش ان کے دوستوں کی بجائے ان کے دشمن زیادہ کر رہے ہیں۔ یہ امر یقینی ہے کہ جب عربوں کی طاقت وافر ہو گی تو دنیا میں ان کی بات کی وقعت ہوگی اس سے عرب کی عزت بڑھے گی۔ عرب کی عزت سے اسلام کی عزت میں اضافہ ہوگا۔ عربوں کی تمام قوتیں اسلام کے لیے وقف ہوں گی۔ اسلام کی یہ خدمت جنگ و جدال کی صورت میں نہیں بلکہ اصلاح احوال کی شکل میں ہو گی۔ اسلام کا یہ ایک بہترین تعارف ہوگا اور جو اسلام سے متعارف ہو گیا پھر وہ اسلام کا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مستقبل کے متعلق کوئی خطرہ نہیں ہے

جب عرب صنعت کے میدان میں خود کفیل ہوں گے اور اپنی قوت میں اضافہ کر لیں گے تو پھر ان کو اس بات کا کوئی ڈر نہیں ہوگا کہ ایک وقت آنے پہ پیٹرول کے ذخائر ختم ہو جائیں گے اور پیٹرول کا بدل مل جانے سے عرب اپنی ساکھ کھو بیٹھیں گے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ متبادل توانائی خواہ یہ جوہری ہے یا شمسی، عرب دنیا میں اس کی وافر مقدار موجود ہے بلکہ دوسری دنیا سے بڑھ کر ہے سارے عرب کا ۳/۴ تو صحرا ہے اس لحاظ سے شمسی توانائی کے بارہ میں تو کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ لیکن انہیں علاقوں میں ایٹمی توانائی پیدا کرنے والی دھاتیں بھی وافر مقدار میں موجود ہیں۔

یہ سب کچھ حادثہ نہیں ہے۔

کہنے والے یہی رٹ لگاتے جائیں گے کہ یہ سب حادثاتی باتیں ہیں۔ جب تک لغت میں لفظ "حادثہ" موجود ہے یہ لوگ اسلام کی شان و شوکت کے اسباب کے بارہ میں اس کو استعمال کرتے رہیں گے ان کا غرور اور گھمنڈ انہیں حقیقت کو تسلیم کرنے نہیں دیتا۔ لیکن ہم مسلمان تو یہی کہیں گے۔ "لبیک اللھم لبیک" ہم نے اشارہ سمجھ لیا ہے علامت کو جان گئے ہیں۔ اس واقعہ سے تو ہمارا ایمان بڑھ گیا ہے اب مسلمانوں کا عموماً اور عربوں کا خصوصاً یہ فرض ہے کہ وہ اسلامی تمدن کی اشاعت کے لیے زیادہ سے زیادہ قوت مجتمع کریں۔

ترجمان اسلام
میں
اشتہارات
دیکر ادارے سے تعاون فرمائیں

مولانا عبیداللہ انور نے فرمایا،

رپورٹنگ زاہد الراشدی

ایک اہم پریس کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر اور مجلس استقبالیہ نظام شریعت کنونشن کے صدر مرشدی حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ نے گزشتہ روز مدرسہ قاسم العلوم اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ آئین پر عمل درآمد کرتے ہوئے تحریر و تقریر اور اجتماع کی آزادیاں بحال کر دے تاکہ سیاسی جماعتیں اپنے فرائض کو سرانجام دے سکیں آپ نے کہا اس وقت آئین عملاً معطل ہے ایک شخص کی مرضی سے ملک کا تمام کاروبار چلایا جا رہا ہے ایک جماعتی بلکہ شخصی حکومت مسلط کرنے کی سعی کی جا رہی ہے اور سیاسی عمل تعطل اور جمود کا شکار ہو کر رہ گیا ہے۔ ان حالات میں جمعیۃ علماء اسلام سیاسی جمود کو توڑنے اور ملک میں نظام شریعت کے عملاً نفاذ کی جدوجہد کو مؤثر بنانے ۱۸ - ۱۹ اکتوبر کو گوجرانوالہ میں کل پاکستان نظام شریعت کنونشن کا اہتمام کر رہی ہے جس میں ملک کے چاروں صوبوں سے ۱۰ ہزار سے زائد مندوب شریک ہوں گے اور اسلام کے عادلانہ نظام کی تحریک کو تیز تر کرنے کے لیے اہم فیصلے کیے جائیں گے۔

آپ نے کہا کہ اسلامی نظام کا نفاذ اس لحاظ سے اور بھی زیادہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ ہمارے سیاسی معاشی، معاشرتی اور قانونی مسائل بےحد الجھ کر رہ گئے ہیں۔ ہر طبقہ اور ہر شخص پریشانی اور بےیقینی سے دوچار ہے اس صورتِ حال کو اسلام کا عادلانہ نظام ہی کنٹرول کر سکتا ہے اور اگر اب اسلامی نظام کے نفاذ میں تاخیر کی گئی تو ملک کمیونزم کی لپیٹ میں چلا جائے گا اور اس کی تمام تر ذمہ داری ان افراد اور طبقوں پر ہو گی جو نظام شریعت کو نافذ کرنے کی عملی قوت رکھتے ہوئے محض اپنے اغراض اور غلط مفادات کی خاطر اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک کو اسلامی نظام سے محروم رکھے ہوئے ہیں۔

مولانا عبیداللہ انور نے کہا حکومت نظام شریعت کنونشن کے اعلان کے بعد سے ہی روایتی اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہے گوجرانوالہ، سرگودھا، ملتان مظفرگڑھ، میانوالی، جھنگ، گجرات اور متعدد دیگر اضلاع میں جمعیۃ کے فعال کارکنوں کو سینکڑوں مقدمات میں الجھا دیا گیا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی سمیت متعدد راہنما اور کارکن ابھی تک جیلوں میں ہیں نت نئے مقدمات کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن اس کے باوجود انشاءاللہ العزیز کنونشن پروگرام کے مطابق ہو گا۔

آپ نے دینی مدارس کے سلسلہ میں حکومت کے رویہ کو کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ ماہ محکمہ اوقاف نے متعدد مدارس کو نوٹس جاری کیے لیکن قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کے بروقت احتجاج سے وفاقی وزیر مذہبی امور کوثر نیازی صاحب کو اعلان کرنا پڑا کہ حکومت کا دینی مدارس کو تحویل میں لینے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ مگر ہمیں اس وضاحت پر قطعاً اعتماد نہیں ہے کیونکہ اس وضاحت کے بعد بھی مدارس کو نوٹس کھنے اور منتظمین کو اوقاف کے دفاتر میں بلانے کا عمل جاری ہے اور ہماری معلومات کے مطابق محکمہ اوقاف پہلے مرحلہ پر مساجد اور ان کے ساتھ ملحق مدارس کو تحویل میں لینے کی تیاریاں مکمل کر رہا ہے اس لیے ہم اس طرف سے کسی طرح بھی مطمئن نہیں ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ حکومت دینی مدارس پر شبخون مار کر دینی تعلیم کے رہے سہے نظام کو تباہ کرنے کا تہیہ کر چکی ہے ان حالات میں ہم مجبور ہوں گے محکمہ اوقاف کی کارکردگی عوام کے سامنے پیش کر کے یہ واضح کریں کہ محکمہ نے اب تک جن مدارس کو اپنی تحویل میں لیا ہے ان میں سے کتنے اب تک باقی ہیں اور کتنوں کو تباہی کا شکار بنا دیا گیا ہے اور محکمہ کی زیر تحویل مساجد کے انتظامات کی صورتحال کیا ہے اور یہ مطالبہ کریں کہ چونکہ محکمہ اوقاف مدارس و مساجد کے انتظام کو چلانے میں ناکام ہو گیا ہے اور مسلم اوقاف کی آمدنی کو غلط مصارف پر خرچ کیا جا رہا ہے اس لیے محکمہ اوقاف کو توڑ کر اوقاف ان کے اصل متولیوں کے سپرد کیے جائیں۔

آپ نے کہا اس سلسلہ میں اتحاد المدارس العربیہ کو اپنا کردار بلا تاخیر ادا کرنا چاہیے۔ اور اس پلیٹ فارم سے جو پروگرام بھی پیش کیا جائے گا۔ ملک کے دینی حلقے اس کی تکمیل کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مولانا عبیداللہ انور نے رمضان المبارک کے دوران شہروں میں کھلے بندوں رمضان المبارک کی بےحرمتی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ اسلام اسلام پکارنے والی اس حکومت سے

باقی صفحہ ۱۸ پر

زاہد الرّاشدی

اِسلام پر رحم کیجئے؟

نیا دش بخیر! جناب کوثر نیازی وزیر امور مذہبی اسلامی جمہوریہ پاکستان نے لاہور میں پارٹی کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ "ملک میں قرآن کے منافی کوئی نظام نہیں لایا جا سکتا۔

یہ بات نیازی صاحب محترم کو اس وقت سوجھی جب ان کے مخالف دھڑے کے کارکن ان کی تقریب میں ہلڑ بازی کر کے "سوشلزم آوے ای آوے" کے نعروں کی گونج میں سٹیج کی طرف پرچے اچھال رہے تھے۔

نیازی صاحب پیپلز پارٹی کے "اسلام پسند" حلقے کے ترجمان کی حیثیت سے کافی عرصہ سے اپنا امیج بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جب کہ دوسری طرف بھٹو صاحب کی چابکدستی کے شکار جے، اے، رحیم، خورشید حسن میر معراج محمد خاں اور حنیف رامے "سائنٹیفک سوشلزم" کی بنیادوں پر اپنا سیاسی مستقبل استوار کرنے کی فکر میں ہیں توقع ہے کہ مختار رانا کی رہائی کے بعد اس گروہ کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو گا۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ "چچا سام" ایک بار پھر اسلام اور سوشلزم کے نام سے پاکستانی پہلوانوں کی کشتی دیکھنے کا خواہشمند ہے۔ کیونکہ "پچھلی بار" جمعیۃ علماء اسلام کے ارباب بصیرت نے کباب میں ہڈی ڈال دی تھی۔ اور ان کی بروقت مداخلت کی وجہ سے اسلام اور سوشلزم کا دنگل دیکھنے کی خواہش "چچا سام" پوری نہیں کر سکا تھا۔ وہ دن بھی عجیب تھے ایک طرف سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور مفاد پرستوں کا گروہ "اسلام پسندی" کا لیبل لگا کر اپنے مفادات اور اغراض کے تحفظ کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ اور دوسری جانب مسٹر بھٹو اور لاچار عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کے گورکھ دھندے میں الجھا کر "اسلامی سوشلزم" کی دلہن کو گھونگٹ اوڑھائے قریہ قریہ بستی بستی پھرا رہے تھے۔ روٹی کپڑ مکان، کی کشش اور مسٹر بھٹو کی سحر آفرین اداکاری غریب عوام کے سوچنے، سمجھنے کی صلاحیتوں کا استحصال کر رہی تھی۔ بہت سے اور لوگ بے سوچے سمجھے "ہے جمالو" کی دھن پر محو رقص تھے۔

"اسلام پسند" اور "سوشلسٹ" فوجیں آمنے سامنے تھیں۔ ۱۱۳ کے فتوی کا نقارہ بج چکا تھا۔ کہ دو سو سالہ ولی اللٰہی سیاست کی امین جمعیۃ علماء اسلام آڑے گئی۔ اس کے بیدار مغز امیر اور باہمت قائد نے مفاد پرستوں کے درمیان لڑی جانے والی اس جنگ میں اسلام کو فریق تسلیم کرنے سے انکار کر دیا علی الاعلان کہہ دیا کہ یہ جنگ اسلام اور کفر کی نہیں معاشی حقوق و مفادات کی ہے اس طرح اسلام اور سوشلزم کا یہ معرکہ بپا نہ ہو سکا۔ اور "چچا سام" سر پیٹ کر رہ گیا۔

جمعیۃ علمائے اسلام کی اس بروقت مداخلت پر بہت سوں نے ناک بھوں چڑھایا، "کئی" اپنوں کو بھی بات کی سمجھ نہ آئی لیکن آج وقت اس بات کی گواہی دے رہا ہے۔ کہ یہ مداخلت درست تھی اور جمعیۃ علماء اسلام کا موقف صحیح تھا کیونکہ مطلع صاف ہوا تو نہ کوئی سوشلسٹ، سوشلسٹ تھا؛ اور نہ کوئی اسلام پسند، اسلام پسند۔

"سوشلسٹ برسر اقتدار آئے لیکن ۱۱۳ کی اکثریت نے اس "کفر" کو گوارہ کر کے چپ بیٹھے رہنے میں ہی عافیت سمجھی شیخ رشید جے، اے، رحیم، معراج محمد خان، حنیف رامے اور ان کے رفقاء اسی سامراجی نظام کے کل پرزے بنے رہے۔ جو ان کی اصطلاح میں بورژوائی نظام ہے۔ "اسلام پسندی" پر سب سے زیادہ پھبتیاں کسنے والے کوثر نیازی نے "اسلام پسندوں" کے سب سے بڑے ترجمان میاں احتشام الحق تھانوی سے بغل گیر ہوتے اور رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین کی کرسی پر بیٹھنے کے بعد تھانوی صاحب پر کوثر نیازی کی "اسلام پسندی" کا راز کھلا۔ اور بھٹو صاحب نے جو سوشلزم نافذ کیا وہ سب پر عیاں ہے۔

یہ تھا "ڈراپ سین" اس ڈرامے کا جو اسلام اور سوشلزم کے عنوان سے سٹیج پر کھیلا گیا۔ پردہ اٹھا تو اسلام پسندی اور سوشلزم کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور مفادات و اغراض باہم دست و گریباں تھے۔

اب جب کہ پی پی پی کی اندرونی سیاست (جو سراسر مفادات اور اغراض کی سیاست ہے اور اس سیاست کے اداکاروں کو نہ تو اسلام سے کوئی ہمدردی ہے۔ اور نہ ہی سوشلزم سے کوئی دلچسپی) پھر کروٹ بدل رہی ہے۔ اور مفاد پرستی کا منطقی نتیجہ گروہ بندی کی صورت میں سامنے نظر آ رہا ہے۔ شاید دونوں گروہوں نے طبع آزمائی کے لئے پھر اسلام اور سوشلزم ہی کو عنوان بنانے کی بات سوچی ہے۔ اور شاید سنہ کا ناکام ڈرامہ از سر نو سٹیج کرنے کی خواہش "چچا سام" کے دل میں پھر سے کروٹ لے رہی ہے۔ اور اس لئے جمعیۃ علماء کے جواں ہمت کارکنوں کو

کو اپنا تاریخی کردار ادا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے سوشلزم کی بات تو سوشلسٹ جانیں. لیکن اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ اور ہمیں گروھی سیاست کے کھلاڑیوں پر یہ بات واضح کر دینی چاہیئے. کہ خدا کے لئے اسلام پر رحم کرو! اور اپنے مفادات کی جنگ کے لئے اسلام کی بجائے کوئی اور عنوان منتخب کر لو۔ اسلام نصف صدی سے اس خطۂ زمین میں غلط کاروں کے سیاسی استحصال کا شکار ہو رہا ہے۔ یہاں جو کرسی کی طرف بڑھا اس نے اسلام کو نعرے کے طور پر استعمال کیا۔ اور جس کی کرسی کو خطرہ لاحق ہوا۔ اس نے اسلام کو ڈھال بنا لیا اس کے سوا ان لوگوں کے ہاں اسلام کا اور کیا مصرف رہا ہے؟ اس لئے اب اسلام کے نام کو غلط مقاصد اور گروھی مفادات کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو لوگ برسرِ اقتدار رہ کر بھی اسلام کے عملی نفاذ کے لئے کچھ نہیں کر سکے۔ اور آج کرسیوں پہ بیٹھے ہوئے بھی کچھ نہیں کر رہے ہے۔ ان کے منہ سے اسلام اور قرآن کی بات ایسے ہی ہے جیسے شراب کی بوتل پر شربت صندل لکھ دیا جائے.

اسلام مظلوم اور محنت کش کا ساتھی ہے اس کی تعلیمات، عدل وانصاف، حقوق کی مساوات، سیاسی آزادی اور عزت نفس کے تحفظ کی ضامن ہیں۔ وہ کسی ایک طبقے یا گروہ کے مفادات کا نہیں بلکہ معاشرہ کے ہر فرد کے صحیح مفادات کا ضامن ہے۔ اور اگر کچھ لوگ محض ذاتی و گروہی مفادات کے تحفظ کے لئے اسلام کا نام استعمال کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ معاشرہ کے غریب عوام کو اسلام کی طرف سے مایوس کر کے خوف

اس ملک میں سوشلزم و کمیونزم کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔

سوشلزم کا راستہ روکنا ہے تو اسلام کو پورے کا پورا عملی طور پر نافذ کر دو۔ ورنہ اگر تمہارے اس طرزِ عمل سے سوشلزم کی حوصلہ افزائی ہوئی تو کروڑوں مسلمانوں کو سوشلزم کی گود میں دھکیلنے کے ذمہ دار تم ہوگے۔

جدید داخلہ

دار العلوم مدنیہ رجسٹرڈ واقع ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ کا نیا داخلہ حسب سابق ۱۰ شوال المکرم سے شروع ہو کر ۲۰ شوال المکرم تک جاری رہے گا۔ درس نظامی کی ابتدائی کتب تا مشکوٰۃ شریف و ہدایہ آخرین و جلالین و بیضاوی شریف تمام کتب درسیہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور ساتھ ہی فاضل عربی کی مکمل تیاری گذشتہ سالوں کی طرح کرائی جائے گی۔ اس کے علاوہ حفظ و ناظرہ کے درجوں میں پورا تعلیمی بندوبست ہے۔ مدرسہ میں طلبہ کے تمام جائز ضروری مصارف اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے پورے ہوتے ہیں۔ طلبہ کو نقد وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ تعلیم و تدریس کا انتظام بھی اللہ کے فضل و کرم سے معقول ہے اور زیادہ ترقی کے لیے کوشش جاری ہے دینی درد رکھنے والوں سے درخواست ہے۔ خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے تمام مصارف خزانہ غیب سے پورے فرمائے۔ (آمین)

بقیہ:- پریس کانفرنس

اتنا بھی نہیں ہو سکا کہ روزے جیسے اہم مذہبی فریضے کی بے حرمتی کو روکنے کے لیے قانونی قدم اٹھا سکے جبکہ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمود نے صوبہ سرحد میں وزارت اعلیٰ کے دوران سرِ عام کھانے کھانے پینے اور ہوٹلوں پر پردے لٹکا کر خورد و نوش کے انتظامات کی ممانعت کر دی تھی۔ آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ رمضان المبارک کے احترام کے لیے فوری طور پر قانون نافذ کیا جائے۔ مولانا عبید اللہ انور نے اس موقع پر جمعیۃ علماء اسلام کا فارم رکنیت پُر کر کے آئندہ سہ سالہ مدت کے لیے پنجاب میں جمعیۃ کی رکنیت سازی کی مہم کا آغاز کیا اور کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام کا مقصد صرف یہ ہے کہ ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور ہر قسم کے سامراجی اثرات کا کلی خاتمہ کر دیا جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

شدید احتجاج

جمعیۃ طلباء اسلام کے سرپرست اعلیٰ مولانا سعید احمد رائے پوری قائد طلباء جناب محمد اسلوب قریشی، سید مطلوب علی زیدی اور جناب میاں محمد عارف نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی ناظم عبد المتین چوہدری کی گرفتاری پر سخت احتجاج کیا ہے۔ ان رہنماؤں نے کہا ہے کہ حکومت اس قسم کے جھوٹے مقدمات گرفتاریوں اور تشدد سے جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں کو ہراساں نہیں کر سکتی اس سے پہلے بھی جمعیت طلباء اسلام کے بیشتر رہنماؤں پر مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے جناب رانا شمشاد علی صدر جمعیۃ پنجاب، حافظ محمد طاہر ناظم عمومی پنجاب جمعیۃ اور دیگر رہنما شامل ہیں۔

غرناطہ ریستوران ایرکنڈیشنڈ — جہلم
عمدہ
سروس

رپورٹنگ محمد یوسف ولی اللّٰہی

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ (ذات گرامی) کے ہمارے لئے مشعل راہ ہے

جناب محمد اسلوب قریشی

ہمیں حضرت لاہوریؒ کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے

سید مطلوب علی زیدی

۱۶ رمضان المبارک ۱۹۶۲ء کو شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کے شاگرد تحریک آزادی ہندوستان کی نامور شخصیت اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے تربیت یافتہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔ انہوں نے ظلم و ناانصافی کے خلاف ہمیشہ جنگ لڑی۔ انہوں نے انگریز کے خلاف اس وقت جہاد کیا جب کہ اس کے ظلم و تشدد کی وجہ سے بڑے بڑے رندوں سے لے کر دیر و کعبہ تک بیشتر لوگ جی حضوری میں لگے ہوتے تھے۔ انگریز کے بوٹوں کو پالش اور اس کے گھوڑوں کو خرخرہ کیا کرتے تھے۔

آزادی کے بعد بھی انہوں نے پاکستانی علماء کو جمعیۃ علماء اسلام کی صورت میں انقلاب کے راستے پر لگایا اور علماء کو عملی سیاست میں حصہ لینے کی تربیت دے کر انگریز کے قائم مقام ذہن اور نظام کو شکست دینے کی ایک اور کامیاب کوشش فرمائی۔ اور یہ ان ہی کی محنتوں اور جانفشانیوں کا نتیجہ اور ردعمل ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام آج ملک کی ایک اہم سیاسی جماعت کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ غرض ان کی شخصیت ایسی جامع صفات اور عظیم تھی کہ ع دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔ یہ ان کی شخصیت کا ہی کمال تھا۔ کہ لاہور جیسے مخالف ترین شہر کے باسیوں کو انہوں نے اپنا گرویدہ بنالیا تھا ع مزہ تو تب ہے کہ خزاں میں بہار پیدا کر۔

جناب محمد اسلوب قریشی اور سید مطلوب علی زیدی نے اپنے علیحدہ علیحدہ بیانات میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمات جلیلہ کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت لاہوریؒ کی شخصیت ہمارے لئے (خصوصاً نوجوانوں کے لئے) مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم ان کے افکار کو اپنائیں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلیں:-

---

تنظیمی دورے

صوبائی صدر (سندھ) جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب نے گذشتہ دنوں ضلع لاڑکانہ کا تنظیمی دورہ کیا۔ ضلعی جمعیۃ کے ذمہ دار ساتھیوں سے ملاقات کرکے ان کو ضروری ہدایات دیں۔ اور انہیں تیزی سے تنظیمی کام کرنے کی تلقین کی۔ تاکہ باطل نظام کا مقابلہ کیا جاسکے۔

ضلع لاڑکانہ کی تنظیمی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے دس ممبروں پر مشتمل مجلس شوریٰ بھی تشکیل دے دی گئی ہے۔ نیز ضلعی سطح پر تفصیلی دورہ کرنے کے لئے جناب خالد محمود خادم جناب عبدالمالک، جناب خان محمد چاچڑ، جناب محمد ہاشم، اور جناب میر حسن کے ذمے فرائض سونپے گئے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً ہنگامی دوروں کا پروگرام بھی تشکیل دیا گیا۔

پچھلے دنوں جمعیۃ طلباء اسلام ضلع میانوالی کے صدر جناب صاحبزادہ عزیز احمد نے میانوالی شہر کا دورہ کیا۔ انہوں نے تمام کاغذات کی پڑتال کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملک میں نظام تعلیم کی تبدیلی نہایت ضروری ہے اور انشاء اللہ جمعیۃ طلباء اسلام ایک نہ ایک دن یہ انقلاب ضرور لائے گی۔ انہوں نے جماعت کی کارکردگی بہتر بنانے پر زور دیا۔

جناب عبدالمجید بلوچ کنوینر ضلع جیکب آباد (سندھ) نے ضلع جیکب آباد کا تفصیلی دورہ کیا۔ میرپور بڑدا اور مبارک پور میں نئی شاخیں قائم کر کے وہاں کنوینر مقرر کر دیئے ہیں۔ میرپور بڑدا کے لئے جناب غلام حیدر اور مبارک پور کے لئے جناب ارشاد احمد۔

حافظ آباد

گذشتہ دنوں بعد نماز عصر دفتر جمعیۃ طلباء اسلام میں ایک خصوصی اجلاس بلایا گیا۔ جناب محمد اشرف مفتی نے صدارت کی۔ مولانا محمد لقمان علی پوری نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ دن دور نہیں جس دن جمعیۃ طلباء اسلام جو علماء حق کی رہنمائی میں کام کرتی ہے کا پروگرام و نصب العین حاصل

نہ ہو کر رہے اور یہ طلباءؔ دین کے جذبہ سے معمور نہ ہو جائیں۔ اور ملک میں نظام شریعت کا نفاذ نہ ہو جائے۔

ضلع میانوالی

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع میانوالی کا ضلعی اجلاس مدرسہ دارالہدیٰ بھکر میں ہوا۔ اجلاس کی صدارت صاحبزادہ عزیز احمد صاحب جمعیۃ طلباءؔ اسلام ضلع میانوالی نے کی۔ اجلاس میں ضلع کی صورت حال پر غور کیا گیا۔ اور حسب ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

قراردادیں

۱۔ مولانا سعید احمد رائے پوری، مولانا محمد رمضان، جناب جاوید ابراہیم پراچہ، جناب رانا شمشاد علی خاں اور جناب حافظ محمد طاہر کے خلاف عائد کردہ مقدمات ختم کیے جائیں۔

۲۔ گورنمنٹ کالج بھکر کے ہوسٹل کی تعمیر جلد از جلد کی جائے تاکہ نئے سال کے طلباء کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۳۔ ضلع میانوالی کے سیلاب زدگان کی بھرپور امداد کی جائے۔

۴۔ اجلاس میں دینی مدارس کو قومی تحویل میں لینے کے پروگرام کی مذمت کی گئی۔

۵۔ ضلع میانوالی میں طلبہ کی تکلیف کے باعث میڈیکل کالج کے قیام کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

ناظم نشریات ضلع میانوالی حافظ خان محمد

چنیوٹ

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباءؔ اسلام چنیوٹ کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب محمد سلیم پاشا ہوا۔ جمعیۃ طلباءؔ اسلام چنیوٹ کے کنوینر جناب نثار الحق نے تقریر کرتے ہوئے طلباء پر زور دیا۔ کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب کے برپا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے ہم اپنا کردار بلند کریں ان کے علاوہ ملک خلیل احمد اور جناب نور عزیز نے بھی خطاب کیا۔

کالا گجراں

(جہلم)

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک اجلاس کالا گجراں میں ہوا۔ مولانا محمد شریف احرار سرپرست جمعیۃ طلباءؔ اسلام نے صدارت کی۔ مقامی جمعیۃ طلباءؔ اسلام کے عہدیدار اور کارکنوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جناب شیخ محمد اقبال صاحب نے جمعیۃ طلباءؔ اسلام کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔

خانپور

(سندھ)

خانپور میں جمعیۃ طلباءؔ اسلام کا ایک اجلاس ہوا۔ جناب رضا محمد سیٹھار، جناب عبدالرزاق اور جناب نذیر احمد نے طلباءؔ سے خطاب کیا۔

انتخابات

سٹھنڈیلں

(ضلع میانوالی)

صدر: جناب محمد حامد راحت

ناظم عمومی: " محمد اقبال

ناظم: " مہتاب حسین شاہ

ناظم نشریات: " محمد عمر

پپلاں

(ضلع میانوالی)

صدر: جناب رانا محمد اصغر

ناظم عمومی: " رانا سعید اختر

خازن: " رانا ذوالفقار علی

صدر بازار

(لاہور چھاؤنی)

صدر: جناب احمد سعید رانا

نائب صدر: " ادریس بابر

ناظم عمومی: " مقصود صادق

ناظم: " طاہر لطیف

ناظم نشریات: " جہاں زیب

محراب پور

(ضلع نواب شاہ سندھ)

صدر: جناب شوکت علی گورنمنٹ پروونس ہائی سکول،

ناظم عمومی: " ریاست علی " " " "

خازن: " محمد اکرم " " " "

کالا گجراں

(ضلع جہلم)

صدر: جناب عبدالستار گورنمنٹ کمرشل کالج جہلم،

نائب صدر: " غلام مرتضیٰ " انٹر کالج "

ناظم عمومی: " محمد اشتیاق یونین کالج آف کامرس

ناظم: " محمد یونس گورنمنٹ انٹر کالج جہلم

ناظم نشریات: " شیخ محمد اقبال

خازن: " طارق انور گورنمنٹ ڈگری کالج جہلم،

نوشہرہ ورکاں

(ضلع گوجرانوالہ)

صدر: جناب محمد اسحاق

نائب صدر: " غلام عباس

ناظم عمومی: " محمد امین

ناظم: " عبدالمجید

ناظم نشریات: " محمد اشرف

خازن: " محمد یونس

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں شہید اسلام حضرت مولانا شمس الدین شہیدؒ کے برادر خورد جناب ضیاء الدین جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں اور پسماندگان بالخصوص والدین کو صبر جمیل عطا فرمائیں پوری جمعیۃ طلباءؔ اسلام والد محترم حضرت مولانا محمد زاہد صاحب کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

واضح رہے کہ ضیاء الدین مرحوم جمعیۃ طلباءؔ اسلام فورٹ سنڈیمن کے کنوینر تھے

سید مطلوب علی زیدی ناظم عمومی جمعیۃ طلباءؔ اسلام پاکستان

جمعیۃ علماءِ اسلام کی سرگرمیاں

جمعیۃ علماءِ اسلام مردان

کے امیر مولانا لطف الرحمان و ناظم اعلیٰ مولانا حافظ گل رحیم نے ضلع مردان کا تفصیلی دورہ مکمل کر لیا۔ انہوں نے کئی جلسہ ہائے عام اور ارکان کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ مولانا حافظ گل رحیم نے اپنی تقریروں میں حکومت کی موجودہ غیر اسلامی اور غیر جمہوری پالیسی پر سخت تنقید کی۔ اور اس پالیسی کو پاکستان کے لئے عدم کا راستہ قرار دیا

امیر ضلع مولانا لطف الرحمان نے بھی جلسوں اور اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کی دعوت اور تاریخ پر روشنی ڈالی۔

ایک اہم اعلان

امیر ضلع مولانا لطف الرحمان نے مورخہ ۱۲ اکتوبر بروز اتوار بوقت دس بجے صبح بمقام دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع مردان ایک اجلاس مجلس عمومی ضلع مردان طلب کیا ہے جس میں نظام شریعت کانفرنس بمقام گوجرانوالہ میں شرکت کے لئے انتظام کیا جائے گا۔ نیز قائد جمعیۃ مفتی محمود صاحب، کی اپیل پر صوبہ سرحد کے ساتھ مالی تعاون پر بھی غور و خوض ہوگا۔ دعوت نامے ارسال کئے گئے ہیں۔ جن میں ایجنڈا درج ہے۔ بہر حال جن صاحب کو خط نہ پہنچے اس اطلاع کو دعوت ہی سمجھیں اور شرکت کریں۔

اجلاس تحصیل پنو عاقل

دفتر جمعیۃ علماء اسلام پنو عاقل میں زیر صدارت امیر جمعیۃ حضرت مولانا قطب الدین صاحب مدظلہٗ العالی میٹنگ منعقد ہوئی، جس میں ذیل مذکورہ باتفاق رائے پاس ہوئے۔

- مولانا امیر الدین صاحب ملاح کو تحصیل کا مبلغ مقرر کیا گیا۔
- ہر اسلامی مہینے کی پندرہ تاریخ کو میٹنگ کا ہونا ضروری لازم قرار دیا گیا۔
- مولانا فیض محمد صاحب کو تحصیل پنو عاقل کی رکن سازی کا نگران مقرر کیا گیا۔
- تحصیل کے ہر جلسہ میں جمعیۃ کے مبلغ کو مدعو کر کے جمعیۃ کے پروگرام کی اشاعت کے لئے وقت لازم قرار دیا گیا۔
- شوال میں گوجرانوالہ نظام شریعت کانفرنس کو کامیاب بنانے میں حتی المقدور لوگوں کو تیار کیا جائے۔
- ترجمان اسلام کی توسیع اشاعت کے لئے پروگرام بنایا گیا۔

اظہار تعزیت

حضرت مولانا محمد شریف بہادل پوری کی وفات پر جمعیت علماء اسلام بہاولپور کے تمام اراکین نے افسوس کا اظہار کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمادے حضرت نے جو خدمات امیرِ شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ساتھ مل کر تحفظ ختم نبوت کے لئے کی ہیں۔ قوم ان کی اس خدمات کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمادے، آمین۔

تحصیل چارسدہ

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل چارسدہ کا اجلاس زیر صدارت مولانا فضل مولیٰ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل چارسدہ منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ حسب دستور اجلاس سابقہ کی کارروائی پڑھ کر سنائی گئی۔ ایجنڈے کے مطابق ملکی حالات پر غور و خوض کیا گیا۔ بعد میں الحاج مولانا عزیز الرحمان صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور نے رفقاء جمعیۃ کو موجودہ حالات میں ان کے فرائض اور ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا۔ اور گوجرانوالہ میں آئین شریعت کنونشن میں کثرت سے شرکت کے بارے میں کہا۔ کہ اپنے علاقے میں پھیل کر عوام الناس کو شریعت کے نفاذ کے لئے متحد ہونے کی اپیل کریں۔

صاحبزادہ عبدالباری جان ناظم جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد نے بھی اجلاس سے خطاب کیا بعد میں انصار الاسلام کی تشکیل عمل میں آئی۔

۱۔ سالارِ اعلیٰ حکیم محمد سعید صاحب سکنہ دادو کلے۔

۲۔ رضا کار نجیب خان صاحب سکنہ پڑانگ محلہ سنت خیل۔

۳۔ مولانا غلام رسول صاحب " " " "

۴- رضا کار عبدالستار صاحب " " "

۵- " مولانا عبدالهادی صاحب سکنہ پری جنڈ

کوٹ ادّو

شہر کوٹ ادو میں ماہ ستمبر کے پہلے پندرہ روز کا آٹا ابھی تک ڈپوؤں پر نہیں آیا۔ جس سے غریب عوام کو۔ رمضان المبارک کے ماہ میں آٹے کی سخت تکلیف ہے۔ غریب عوام بازار سے مہنگا آٹا خریدنے پر مجبور ہیں۔

۲- اسی طرح رمضان المبارک کی آمد پر شہر سے گھی بھی غائب ہو گیا ہے لہذا ان حالات سے جمعیت علماء اسلام کوٹ ادو کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ راشن ڈپوؤں پر جلد از جلد آٹا فراہم کیا جاوے اور گھی کو پہلے کی طرح کھلے بازار میں عام کیا جاوے۔ گھی کا کوٹہ سسٹم بند کیا جاوے تاکہ غریب عوام کی تکلیف دُور ہو۔

جمعیت علمائے اسلام ہزارہ

جمعیت علماء اسلام ضلع ہزارہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مولانا فقیر محمد خان دفتر جمعیۃ علماء اسلام مانسہرہ میں منعقد ہوا۔ جس ایجنڈا کے مطابق محمد یوسف جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ضلع ہزارہ نے نظام شریعت کانفرنس کو کامیاب بنانے کی اپیل اور تفصیلات پیش کیں۔ چنانچہ مرکزی ہدایت کے مطابق ۶۰ مندوب اور ۱۲ رضاکار باوردی اور دو صد روپیہ نقد دینے کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ اور چار تحصیلوں میں چار سربراہوں کو ذمہ داری سونپی گئی۔

۱- تحصیل بٹگرام سے مولانا فقیر محمد خاں صاحب

۲- تحصیل مانسہرہ سے مولانا فضل ربی صاحب

۳- تحصیل ایبٹ آباد سے مولانا قاضی محمد نواز صاحب،

۴- تحصیل ہزارہ سے مولانا سعید الرحمان صاحب

اس اجلاس میں قرار پایا کہ ۱۶ اکتوبر کو نظام شریعت کانفرنس کی کامیابی کے لئے دوبارہ جنرل اجلاس بلایا جائے۔

ایک قرارداد کے ذریعہ ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی، بدمعاشی، دینی بے راہ روی اور کمر توڑ گرانی پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔

حضرت درخواستی مدظلہٗ کا پروگرام

احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہٗ آج کل کوئٹہ میں ہیں۔ اور حضرت مکمل رمضان مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ میں ہی قیام پذیر رہیں گے۔ آپ ظہر تا عصر سورۃ بقرہ و سورۃ آل عمران کا درس دیتے ہیں۔ جو احباب دُور دراز کا سفر کر کے خان پور حضرت کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ وہ پریشان نہ ہوں۔

> ### مدرسہ احسن المدارس خانیوال
>
> جمعیۃ المسلمین رجسٹرڈ کی زیر نگرانی مدرسہ احسن المدارس عرصہ پانچ سال سے تعلیمی و تدریسی خدمات کامیابی سے انجام دے رہا ہے۔
>
> قرآن کریم کی حفظ و ناظرہ تعلیم کا معقول انتظام ہے۔ مسافر و مقامی طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مسافر طلباء کی ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔
>
> مدرسہ کی نئی عمارت گؤشالہ کے نزدیک زیر تعمیر ہے
>
> مخیر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، فطر اور خیرات سے مدرسہ کی اعانت فرمائیں۔
>
> شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ المسلمین چوک بلاک نمبر ۱ خانیوال،

سانحہ ارتحال

ملک بھر کے دینی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و غم سے پڑھی اور سنی جائے گی۔ کہ سانگھڑ کی عظیم شخصیت حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب لغاری حرکت قلب بند ہو جانے سے رحلت فرما گئے۔ حضرت مفتی صاحب ایک بڑے عالم باعمل تھے۔ جنہوں نے اپنی ساری زندگی درس و تدریس میں گذاری۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گوٹھ پیر جھنڈا شریف میں پڑھنے پڑھانے میں گذارا۔ زندگی کے آخری ایام میں آپ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت مفتی صاحب آخری دم تک متوسلین کو اپنے علم و فضل سے مستفید فرماتے رہے۔

شعبہ نشر و اشاعت

جمعیۃ علماء اسلام کراچی وسطی و شرقی کا عنقریب ایک مشترکہ شعبہ نشر و اشاعت قائم کیا جا رہا ہے عبوری طور پر کراچی شرقی کے ناظم نشر و اشاعت محمد اسحاق اگھروری کو دونوں اضلاع کا کام سپرد کیا گیا ہے۔ لہٰذا آئندہ وہ دونوں اضلاع کے نشر و اشاعت کے کام کو سنبھالیں گے تا انتخاب جدید انتخاب عمل میں آئے

تنظیمی دورہ

جمعیۃ علماء اسلام کے شعبۂ تبلیغ کے مبلغ مولانا محمد اسماعیل قاسمی نے جماعتی تنظیم کے سلسلے میں کوٹلہ شیخاں، سراج پور، اور بن والا کا دورہ کیا۔ آپ نے مختلف جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کا پروگرام پیش کیا۔ آپ کی دعوت پر کثیر تعداد میں لوگ جمعیۃ میں شامل ہوئے۔ چند قابل ذکر افراد کے نام یہ ہیں۔ چوہدری غلام سرور، چوہدری محمد دین الحاج شمس الدین اپنی برادری سمیت۔

دعائے مغفرت

جناب شیخ حبیب احمد ناظم عمومی جمعیۃ ضلع سرگودھا شہر کی اہلیہ طویل عرصہ بیمار رہنے کے بعد گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس اور جناب شیخ صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے نیز جناب محمد اکرم صاحب رکن مجلس شوریٰ جمعیۃ سرگودھا کی والدہ محترمہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

دار العلوم لائل پور میں دورہ حدیث

دار العلوم لائل پور عرصہ چودہ سال سے علوم دینیہ کی خدمت انجام دے رہا ہے گذشتہ سال حفظ قرآن نے اکیس ۲۱ طلباء اور دورہ حدیث سے گیارہ علماء فارغ ہوئے دورہ حدیث کے لئے حسب سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد القدیر صاحب (کیمبل پور) حضرت مولانا فیض علی شاہ صاحب (ہزارہ) حضرت مولانا جمال احمد صاحب (بنوں) کی خدمات حاصل ہیں۔ ان کے علاوہ سات جید علماء اور آٹھ مشاق قراء بھی تقریباً تین سو طلباء کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے ہیں جملہ طلباء اور خاص کر دورہ کے طلباء کے قیام و طعام کپڑے، علاج اور مناسب وظیفہ کا مدرسہ کفیل ہے۔

داخلہ دس شوال سے بیس شوال تک رہے گا۔

المعلن (حضرت مولانا) مفتی زین العابدین صاحب مہتمم دار العلوم

پیپلز کالونی ۲ لائل پور

اعلان داخلہ

۱۔ دار العلوم المدنیہ ۱۹۶۴ء میں بیادگار شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ قائم ہوا۔

۲۔ یہ دینی ادارہ گیارہ سال سے موقوف علیہ تک تعلیم تدریس میں مصروف ہے

۳۔ طلباء کو ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی، میٹرک، ایف اے کے امتحان دلائے جاتے ہیں۔

۴۔ مدرسہ کے نتائج قابل رشک ہیں۔ ادیب عربی ۱۰۰٪، فاضل عربی ۸۰٪

۵۔ طلباء کو کتب کے علاوہ دیگر تمام سہولتیں دی جاتی ہیں۔

۶۔ خواہش مند طلباء داخلہ کے لئے ۱۵ شوال تک درخواستیں ارسال کر سکتے ہیں۔

۷۔ فاضل عربی کی جماعت کے لئے صرف فارغ التحصیل طلباء ہی رجوع کر سکتے ہیں۔

۸۔ مخیر حضرات اپنی خیرات، زکوٰۃ، صدقات سے ضرور بالضرور زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں۔

داخلہ و ترسیل زر کا پتہ

محمد عبد الوارث مہتمم مدرسہ دار العلوم المدینہ چنیوٹ ضلع جھنگ

جامعہ عثمانیہ شورکوٹ میں جدید معیاری تعلیم کا انتظام

طلباء کرام کو یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ شوال ۱۳۹۵ھ سے حضرت مولانا محمد اشرف صاحب مدظلہ سابق مدرس دار العلوم کبیر والہ امسال جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر میں تدریسی فرائض انجام دیں گے۔ جملہ علوم و فنون خصوصاً درجہ صرف کو معیاری طرز پر پڑھائے جائیں گے۔ طلباء کی جملہ ضروریات کا بھی خاص انتظام ہوگا۔ لہذا درجہ عربی کے طلباء بروقت داخلہ لے کر مستفیض ہوں۔

داخلہ ۱۰ شوال سے شروع ہوگا۔ داخلہ کی اطلاع ۵ شوال تک بذریعہ خط مع اسباق ضروری ہے۔

نوٹ:۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

(بشیر احمد مہتمم مدرسہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر ضلع جھنگ)

مدرسہ "جامعہ قاسمیہ"

رجسٹرڈ چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ

زیر سرپرستی حافظ الحدیث حضرت درخواستی مدظلہ

- مدرسہ ہذا میں تفسیر و حدیث، صرف و نحو، منطق و فلسفہ، معانی و ادب کی مکمل تعلیم کا انتظام ہے۔ داخلہ دس شوال سے ۱۸ شوال تک ہوتا ہے۔
- مدرسہ ہذا کا سالانہ خرچ چالیس ہزار روپے نقد ۲۵۰ من گندم ہے۔
- مدرسہ میں جامع مسجد کی زیر تعمیر چھت کے لئے تقریباً آٹھ دس ہزار روپے کی فوری ضرورت ہے۔
- مدرسہ کی سالانہ روئیداد شائع ہو چکی ہے طلب کرنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔
- مدرسہ کے جملہ ضروریات کے لئے اپنے زکوٰۃ و صدقات، عشر و عطیات مدرسہ کے طلباء کے لئے روانہ فرما کر اس کام میں شریک ہو کر داخل حسنات ہوں۔

ترسیل زر کا پتہ

- مولانا عبد المجید صاحب، صدر مدرس مدرسہ جامعہ قاسمیہ، چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ

مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانوخیل

ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کے مرکزی دینی ادارہ مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانوخیل میں شعبہ تجوید و قراءات و شعبہ درس نظامی کا داخلہ حسب سابق ۸ شوال سے شروع ہو کر ۱۵ شوال تک رہے گا۔ درس نظامی کی تدریس کے فرائض جامع المعقول والمنقول مولانا شرف الدین صاحب فاضل مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی سر انجام دیں گے۔ طلباء کے قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہوگا

المعلن: ابو العطا حافظ محمد زکریا غفرلہ صدر مہتمم مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانوخیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان